سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا

رجب اور المعراج سے متعلق 26 سوالات کے جوابات

حافظ ارشد بشیر عمری مدنی حفظہ اللہ و وفقہ اللہ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

RAJAB AUR MIRAJ
SE MUTALIQ 26 SAWALAT KE JAWABAAT

BOOK NO.42

©
Copy Right Reserved
جمیع الحقوق محفوظة

RAJAB AUR MIRAJ SE MUTALIQ 26 SAWALAT KE JAWABAAT

SHAIKH ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

سُوْرَةُ الْاِسْرَاءِ

پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے، اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے۔

Glory be to the One Who took His servant (Muhammad ﷺ) by night from the Sacred Mosque to the Farthest Mosque whose surroundings We have blessed, so that We may show him some of Our signs.1 Indeed, He2 alone is the All-Hearing, All-Seeing.

(Al-Isra:17/1)

فہرس

سوالات — صفحہ نمبر

وضاحتی نوٹ ____ 1

سوال نمبر:1 "الإسراء اور المعراج" کا معنی کیا ہے؟ ____ 2

2 سوال نمبر2: براق کیا ہے؟ ____ 3

سوال نمبر3: نبی ﷺ کا معراج یعنی آسمان کا سفر کس پر ہوا؟ ____ 8

سوال نمبر4: قرآن مجید کے کتنے مقامات پر اندر اسراء اور معراج کا ذکر آیا ہے؟ 11

سوال نمبر5: کتبِ عقیدہ میں اسراء اور معراج کے بارے میں کیا تعلیمات بتائے گئے ہیں؟ ____ 15

سوال نمبر6: اسراء و معراج کے واقعہ کو صحابہ کرام کی ایک کثیر تعداد نے روایت کیا ہے، بہت ساری کتبِ حدیث اور کتبِ عقیدہ میں اس کا ذکر آیا ہے، قرآن مجید کے تین مقامات میں اس کا ذکر موجود ہے، ان سب کے باوجود کیوں بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں؟ ____ 17

سوال نمبر7: اسراء و معراج کا واقعہ کتنی سرعت میں ہوا؟ ____ 26

سوال نمبر8: بعض Orientalist نے مسجدِ اقصی سے مراد "دور (طائف) کی مسجد" لیے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ ____ 35

سوال نمبر9: کیا التحیات ایک گفتگو اور Discussion ہے جو معراج کے وقت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہوا؟ ____ 40

سوال نمبر 10: معراج کی رات میں اللہ کے نبی ﷺ کو رویت حاصل ہوئی یا نہیں؟ کیا اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا یا نہیں دیکھا؟ ______ 43

سوال نمبر 11: معراج کی رات نبی ﷺ کو کتنے تحفے دیے گئے؟ اور ان سے متعلق کچھ اشکالات کا ازالہ کیجیے؟ ______ 45

سوال نمبر 12: معراج کی رات کے بعض من گھڑت اور بے بنیاد باتیں اور واقعات جو آپ ﷺ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں؛ ان کی نشاندہی فرمایئے؟ تاکہ ہم ان سے بچ سکیں۔ ______ 53

سوال نمبر 13: اسراء اور معراج کی رات اللہ کے نبی ﷺ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو جو امامت کرائی آیا وہ عروجِ آسمان سے پہلے کرائی یا نزولِ آسمان کے بعد؟ ______ 62

سوال نمبر 14: اللہ کے نبی ﷺ نے انبیائے کرام علیہم السلام سے جو ملاقات کی ان کے روحوں سے کی یا ان اجسام سے؟ ______ 63

سوال نمبر 15: اسراء و معراج کے وقت نبی ﷺ کے حالات اور Background کیا تھا؟ ______ 63

سوال نمبر 16: وہ تاریخ، مہینہ اور دن کونسا ہے کہ جس میں اللہ کے نبی ﷺ کو اسراء اور معراج کروائی گئی؟ اور شب معراج منانا کیسا ہے؟ ______ 66

سوال نمبر 17: کیا اسراء و معراج کا واقعہ ایک مرتبہ پیش آیا، یا دو مرتبہ؟" ______ 68

سوال نمبر 18: کیا اسراء و معراج کی سیر کرانے سے قبل شقِ صدر کا واقعہ پیش آیا؟ ______ 70

سوال نمبر 19: اسراء و معراج کے سفر کی کیفیت کیا تھی؟ ______ 71

سوال نمبر 20: بیت المقدس سے آسمان کا سفر کیسا تھا؛ وہاں آپ نے کیا کیا دیکھا
اور کس کس سے ملاقات کی؟ ____ 73
سوال نمبر 21: نبی ﷺ کی معراج کے سفر سے واپسی پر کیا معاملہ پیش آیا؟ __ 88
سوال نمبر 22: اسراء و معراج کے مقاصد کیا ہیں؟ ____ 95
سوال نمبر 23: نبی ﷺ کو ایک خواب میں کیا دکھایا گیا؟ ____ 96
سوال نمبر 24: ماہ رجب میں روزے رکھنے کی کوئی خاص فضیلت ہے؟ ____ 114
سوال نمبر 25: ماہ رجب میں کیا بدعتیں ہوتی ہیں؟ ____ 119
سوال نمبر 26: صلاۃ الرغائب کیا ہے؟ ____ 123

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

Madani Q/A on WhatsApp

(دینی سوالات وجوابات واٹس آپ پر)

وضاحتی نوٹ (Disclaimer)

اس مقالے میں موجود معلومات عام معلومات کے لیے ہیں اور اسے کسی گروہ یا فرد کے حق میں یا خلاف؛ رائے دینے یا استعمال کرنے کے لیے مرتب نہیں کیا گیا ہے۔ مواد کے ذاتی استعمال کی اجازت صرف تحقیق اور معلومات کے مقاصد کے لیے ہے۔ اور اس کے حوالے کے طور پر Abmqurannotes.com کا ذکر کرنا چاہیے۔ Abmqurannotes.com صرف مستند اسلامی معلومات کا ایک مرتب کنندہ ہے اور یہ نہ تو افتاء سنٹر ہے اور نہ ہی عدالت۔ اس کا مقصد قارئین کی آسانی کے لیے عوام الناس اور حق پرست اسلامی علماء کے فیصلوں کے درمیان ایک پل بنانا ہے۔ براہ کرم اپنے مخصوص مسئلے کے لیے اپنی مقامی کمیونٹی کے صحیح رہنمائی کرنے والے علماء سے رجوع کریں۔

حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

تاریخ: 28/ جنوری/ 2024ء

مطابق: 16/ رجب/ 1445ھ

ASK ISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Islamic Encyclopedia

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنّ الحَمْدَ للهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنّ مُحَمّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، وَسَلّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً، أَمّا بَعْدُ:

سوال: 1

سوال: "الاسراء اور المعراج" کا معنی کیا ہے؟

جواب: 1

"الإسراء" یہ بابِ افعال سے ہے:

الإِسْرَاء – اسری – يُسْرِي – إِسْرَاءٌ – أَ ـكْرَمَ – يُكْرِمُ – إِ ـكْرَامٌ

کے وزن پر ہے؛ السَّيْرُ لَيْلاً رات میں سفر کرنا

یعنی کہ اللہ کے نبی ﷺ کا جسم اور روح کے ساتھ ایک ہی رات میں مسجدِ حرام سے، یعنی مکہ سے مسجدِ اقصیٰ یعنی فلسطین جانا۔

پھر اس کے بعد اللہ کے نبی ﷺ کا فلسطین (بیت المقدس) سے آسمانوں کی طرف جانا "معراج" کہلاتا ہے۔

"معراج" کی جمع "معارج" آتی ہے یعنی کہ سیڑھی۔ وہ وسیلہ جس کے اندر ایک سیڑھی کی طرح کوئی چیز ہو اس کو معراج کہا جاتا ہے۔ اس کے اندر دو معنی پائے جاتے ہیں:

ایک "مِفْعَال" کے وزن پر اسم آلہ کا معنی یعنی سیڑھی۔

دوسرا عَرَجَ – یَعْرُجُ – عُرُوْجًا یعنی آسمان کی طرف جانا اونچائی کی طرف جانا۔

سوال:2

براق کیا ہے؟

جواب:2

اسراء یعنی مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جانے کے لیے جو سواری استعمال کی گئی ہے اس کا نام "براق" ہے۔

دراصل "براق" عربی word ہے۔ اور فعال کے وزن پر "بِرَاق" یا "بُرَّاق" نہیں بلکہ فُعَال کے وزن پر "بُرَاق" ہے۔ اس کے کئی ایک معنی اہل علم نے بیان کئے ہیں:

پہلا معنی:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل لغۃ سے نقل کرتے ہوئے کہا:

((الْبُرَاقُ: اسْمُ الدَّابَّةِ الَّتِي رَكِبَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ))

ایک جانور کا نام ہے جس پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری کی ہے یعنی اسراء کی رات میں۔

دوسرا معنی:

((قَالَ اِبْن دُرَيْدٍ: اشْتِقَاقُ الْبُرَاقِ مِنَ الْبَرْقِ، سُمِّيَ بِذَلِكَ لِشِدَّةِ صَفَائِهِ وَتَلَأْلُئِهِ وَبَرِيْقِهِ))

ابن دُرید نے کہا: کہ یہ مشتق یعنی Derived کیا گیا ہے برق سے، اس کی صفائی چمک دمک اور سرعت کی وجہ سے اسے یہ نام دیا گیا ہے۔

تیسرا معنی:

((وَقِيلَ: لِكَوْنِهِ أَبْيَض))

اور یہ بھی کہا گیا براق کا معنی white (سفید) ہے چونکہ وہ سفید ہے اس لئے اسے براق کہا گیا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

چوتھا معنی:

((وَقَالَ الْقَاضِي: يَحْتَمِلُ أَنَّهُ سُمِّيَ بِذَلِكَ لِكَوْنِهِ ذَا لَوْنَيْنِ))

امام قاضی رحمہ اللہ فرماتے ہیں Double رنگ ہونے کی وجہ سے اسے براق کہا گیا ہو جیسے کہتے ہیں: شَاةٌ بَرْقَاءُ، یہ اس بکری کو کہا جاتا ہے جس کے جسم پر White اون کے ساتھ کچھ کالے اون ہوتے ہیں اس طرح کی بکری بڑی خوبصورت نظر آتی ہے۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ براق کسی سے مشتق نہیں ہے اور اس لفظ کا دوسرے معنی سے کوئی تعلق نہیں ہے جیسا کہ ابن ابی جمرہ کہتے ہیں کہ:

خُصَّ الْبُرَاقُ بِذَلِكَ

یعنی یہ براق کا خاص نام ہے۔ گویا براق ایک مخصوص مخلوق کا نام ہے جس کا کوئی معنی نہیں ہے۔

صحیح بخاری، حدیث نمبر:3207 اور صحیح مسلم حدیث نمبر 162 میں ہمیں براق کی بہت ساری صفات بیان کی گئی ہیں صحیح مسلم میں مذکور ہے اس میں نبی کریم ﷺ نے براق کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچا ہے: آپ ﷺ فرماتے ہیں: أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ: کہ میرے پاس براق لایا گیا؛

- وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ: وہ ایک White جانور تھا
- طَوِيلٌ: لمبا تھا
- فَوْقَ الْحِمَارِ: گدھے سے اونچا تھا
- وَدُونَ الْبَغْلِ: اور خچر سے کم
- يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهِ: اور وہ اپنا پیر وہاں پر رکھتا تھا جہاں پر نگاہ ختم ہوتی ہے یعنی وہ تیز رفتار تھا۔

پھر آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ))

میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس آیا۔

احادیث میں اس کو بیت المقدس کہا گیا جبکہ قرآن مجید نے اسے الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى

سے تعبیر کیا ہے

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ))

انبیائے کرام علیہم السلام جس حلقے سے اپنی سواریاں باندھے تھے میں نے اسی حلقے سے اس کو باندھ دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ توکّل کے نام پر سڑک پر سواری کو چھوڑ دینا درست نہیں ہے بلکہ توکل کا اصل مطلب اسباب اپناتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہے جیسا کہ شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تھا توکّل کا معنی کیا ہے ؟ تو آپ نے کہا:

((الِاعْتِمَادُ عَلَى اللهِ بِالأَسْبَابَ الْمَشْرُوْعَ))

مشروع اور جائز اسباب کو اپناتے ہوئے اللہ پر بھروسہ کرنے کا نام توکّل ہے۔

یعنی جائز اسباب کو اپناتے ہوئے اللہ پر بھروسہ کرنے کا نام توکّل ہے، ناجائز اسباب کو اپنانا بھی غلط اور اسباب کو چھوڑ کر اللہ پر توکل کرنا بھی صحیح طریقہ نہیں ہے جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ فرمایا: کہ میں نے باندھ دیا۔

صحیح الترمذی کی روایت سے ایک اور بات معلوم ہوتی ہے۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

((أُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُلْجَمًا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: أَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هَذَا فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمُ عَلَى اللَّهِ مِنْهُ، قَالَ: فَارْفَضَّ عَرَقًا))

جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج حاصل ہوئی آپ کی سواری کے لیے براق لایا گیا۔ براق لگام لگایا ہوا تھا اور اس پر کاٹھی کسی ہوئی تھی، آپ نے اس پر سوار ہوتے وقت دقت محسوس کی تو جبرائیل علیہ السلام نے اسے یہ کہہ کر جھڑکا: تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کر رہا ہے، تجھ پر اب تک ان سے زیادہ معزز شخص سوار نہیں ہوا ہے، یہ سن کر براق پسینے پسینے ہو گیا۔

اس سے پتہ چلا کہ براق کو صرف نبی ﷺ نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی انبیائے کرام علیہم السلام نے استعمال کیا تھا۔

ہمیں ان دونوں احادیث سے پتہ چلا کہ براق ایک White جانور تھا، طویل تھا جو گدھے سے اونچا اور خچر سے تھوڑا سا کم تھا بہت تیز رفتار تھا اور تاحدِ نگاہ یہ اپنے پیروں کو رکھتا تھا اور اس کی لگام بھی تھی اور اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام بھی اس پر سوار ہوا کرتے تھے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب پہاڑ آتا تو وہ اپنے پیروں کو اٹھالیتا تھا تو یہ ساری باتیں صحیح نہیں ہیں۔

براق کے بارے میں بہت سارے ضعیف روایتیں، من گھڑت روایتیں عوام میں پھیلی ہوئی ہیں جیسے بہت سارے مقامات اور قبروں پر ایک عورت نما گھوڑے کی تصویر بنائی جاتی ہے جس کے دو پر ہوتے ہیں کہتے ہیں یہ براق ہے –نعوذ باللہ، ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر سختی سے رد کرتے ہوئے کہا اس طرح کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں اس کے اندر کچھ حصہ گھوڑے کا اور کچھ حصہ اونٹ کا اور کچھ حصہ گائے کا ہے اور اس کا سینہ یاقوت کی طرح اور پیٹھ موتی کی طرح ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کے دو آنکھوں کے درمیان لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ؐ مُحَمَّدٌ رَسُول اللّٰہ ؐ لکھا ہوا تھا۔

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "موضوعات" میں تفصیل سے اس پر بحث کی اور اس پر رد کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اس کے من گھڑت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

اس طرح کی اکثر من گھڑت اور ضعیف روایتیں دو اشخاص سے مروی ہیں وہ ہیں محمد بن سائب اور ابو نضر الکلبی۔

سوال:3

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج یعنی آسمان کا سفر کس پر ہوا؟

جواب:3

اس تعلق سے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کافی تفصیل فتح الباری کے اندر بیان فرمائی ہے۔

فتح الباری جلد نمبر:7 صفحہ نمبر:208 میں انس رضی اللہ عنہ اور ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی روایات کو سامنے رکھ کر:

((أَنَسْ عَنْ مَالِك إِبْنُ صَعْصَعَة))

اور مختلف روایتوں اور سندوں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "دلائل "کے اندر

موجود سندوں کو جمع کرکے یہ جملہ نقل فرمایا:

((ثمَّ أُتِيْتُ بِالْمِعْرَاجِ))

کہ پھر میرے پاس معراج لائی گئی جیسے کہا گیا براق لایا گیا تو یہاں پر کہا جارہا ہے کہ معراج لائی گئی اس کا مطلب یہ نکلا کہ اللہ کے نبی ﷺ آسمانوں کی طرف جانا براق کے ذریعہ نہیں تھا بلکہ معراج سُلَّمٌ ذُوْدُرُجٍ کے ذریعہ تھا

جن روایتوں میں آیا ہے کہ آپ ﷺ براق کے ذریعہ آسمانوں کا سفر کیا وہ سندیں اور روایتیں دوسری سندوں اور روایتوں سے ٹکرا رہی ہیں اسی لئے اہل علم نے انہیں قبول نہیں کیا ہے بہر کیف معراج مِفعال کے وزن پر اس وسیلہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ آپ ﷺ آسمانوں کا سفر کیا۔

یہ ایسا وسیلہ تھا جس کی سیڑھیاں Step تھیں:

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان ساری روایتوں کو جمع کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اگرچہ کہ یہ روایتیں ضعیف ہیں لیکن یہ مختلف طرق سے ہمیں ملی ہیں وَقَدْ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا جو ایک دوسرے کو مضبوط کرتی ہیں جس کی وجہ سے اس کو قبول کرلیا جاسکتا ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ جانے کے لیے جو سواری استعمال کی گئی وہ براق ہے اور فلسطین سے آسمانوں کی طرف جانے کے لئے جو وسیلہ اختیار کیا گیا وہ معراج ہے اور اسی کے اندر عروج کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔

اور ہم ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اپنے ذہن میں رکھیں کہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "البدایۃ والنہایۃ" میں واضح کر دیا کہ بعض روایتوں سے جو وہم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف بھی براق کے ذریعہ گئے تھے تو یہ بات دوسری صحیح روایتوں سے قابلِ قبول نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم براق کو بیت المقدِس کے دروازے پر باندھ دیا تھا اور پھر اسے لینا یا اس پر سوار ہونے کا ذکر واضح طور پر ہمیں نہیں ملتا اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے باندھ دیا تا کہ واپسی میں پھر وہ کام آئے۔ اس کے بارے میں مزید جانکاری کے لئے آپ مطالعہ کر سکتے ہیں "البدایۃ والنہایۃ" جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 138۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا کہ احادیث صحیحہ پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف جانے کے لیے معراج کا وسیلہ اختیار کیا نہ کہ براق کا۔ اس کی وضاحت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الآیۃ الکبری فی شرح قصۃ الاسراء" صفحہ نمبر 60: پر موجود ہے۔

تین کبار اہل علم نے ہمیں بتا دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم براق کے ذریعے آسمان کی طرف سفر نہیں کیا۔ واللہ اعلم

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

سوال:4

قرآن مجید کے کتنے مقامات پر اسراء اور معراج کا ذکر آیا ہے؟

جواب:4

قرآن مجید میں تین مقامات پر اسراء و معراج کا ذکر آیا ہے۔

پہلا مقام: سورۃ الاسراء / بنی اسرائیل آیت نمبر 1:

سورۃ بنی اسرائیل کو سورۃ الاسراء بھی کہا جاتا اسی طرح اس سورۃ کا ایک اور ایک نام "سورة السبحان" بھی ہے اس سورۃ کی آیت نمبر:1 میں ہمیں اسراء کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے، اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے۔

(سورۃ الاسراء:17/1)

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

دوسرا مقام: سورۃ الاسراء آیت نمبر: 60

اسی سورۃ کی آیت نمبر: 60 میں اسراء اور معراج کی رات میں اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے آنکھوں سے جو مشاہدہ کیا اس کا ذکر موجود ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴾

اور یاد کرو جب کہ ہم نے آپ سے فرمادیا کہ آپ کے رب نے لوگوں کو گھیر لیا ہے۔ جو رویا (عینی رؤیت) ہم نے آپ کو دکھائی تھی وہ لوگوں کے لئے صاف آزمائش ہی تھی اور اسی طرح وہ درخت بھی جس سے قرآن میں اظہار نفرت کیا گیا ہے۔ ہم انہیں ڈرا رہے ہیں لیکن یہ انہیں اور بڑی سرکشی میں بڑھا رہا ہے۔

(سورۃ الاسراء: 17/ 60)

یعنی نبی کریم ﷺ جسم اور روح کے ساتھ ساتوں سیر کئے اور اپنی آنکھوں سے وہاں کے چیزوں کا مشاہدہ کیا یہ معجزہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا تھا۔

اس میں ان لوگوں پر رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اسراء اور معراج کا واقعہ آپ کو خواب میں پیش آیا کیونکہ اس واقعہ کے بارے میں سن کر اور اسے ناممکنات میں سمجھ کر بہت کمزور ایمان والے دین سے مرتد ہو گئے اگر یہ واقعہ خواب پیش میں آتا تو وہ مرتد نہ ہوتے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی لفظ کا استعمال کر کے اس بات کی صراحت کر دی کہ یہ واقعہ حالتِ بیداری میں روح اور جسم کے ساتھ پیش آیا نہ کہ خواب میں۔ کیونکہ لفظ

عبد کا اطلاق جسم اور روح کے مجموعے پر ہوتا ہے۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ نے کہا کہ کفارِ قریش دو آزمائشوں میں مبتلا ہو چکے تھے؛ پہلی آزمائش اسراء اور معراج یعنی اللہ کے نبی ﷺ نے آنکھوں سے جو مشاہدہ کیا ہے وہ اس کو مان نہیں رہے تھے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی رات میں اسراء بھی ہو جائے اور معراج بھی اور آنکھوں دیکھا حال اللہ کے نبی ﷺ بیان کر رہے ہیں تو وہ بات ان کو ہضم نہیں ہو رہی تھی اس سے پتہ چلا کہ یہ رؤیا عین ہے یعنی یہ خواب والی چیز نہیں ہے۔

اور دوسری آزمائش میں جس میں وہ پڑ چکے تھے کہ وہ شجرۂ زقوم کا درخت ہے وہ آگ کی وادی میں کیسے پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ آگ تو جلا دیتی ہے تو پھر یہ درخت کیسے پیدا ہو سکتا ہے سورۃ الصافات سورۃ نمبر: 37 آیت نمبر 62 تا 65 میں اس کا ذکر موجود ہے

﴿أَذَلِكَ خَيْرٌ نُزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ[٦٢] إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ[٦٣] إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ[٦٤] طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ﴾

کیا یہ مہمانی اچھی ہے یا سینڈھ (زقوم) کا درخت؟ [62] جسے ہم نے ظالموں کے لئے سخت آزمائش بنا رکھا ہے [63] بے شک وہ درخت جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے [64] جس کے خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہوتے ہیں

(الصافات: 37/ 65-62)

تیسرا مقام: سورۃ النجم

اسی طریقے سورۃ النجم سورۃ نمبر 53 کی آیت نمبر 6 تا 18 میں معراج کا ذکر کیا گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى[٦] وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى[٨] فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى[٩] فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى[١٠] مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى[١١] أَفَتُمَارُونَهُ عَلَى مَا يَرَى[١٢] وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى[١٣] عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى[١٤] عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى[١٥] إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى[١٦] مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى[١٧] لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى [١٨]﴾

جو زور آور ہے پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا[6] اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا[8] پس وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم[9] پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی[10] دل نے جھوٹ نہیں کہا جسے (پیغمبر نے) دیکھا[11] کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پیغمبر) دیکھتے ہیں[12] اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا[13] سدرۃ المنتہیٰ کے پاس[14] اسی کے پاس جنۃ الماویٰ ہے[15] جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی[16] نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی[17] یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں۔

(سورۃ النجم:53/18-6)

سوال:5

کتبِ عقیدہ میں اسراء اور معراج کے بارے میں کیا تعلیمات بتائے گئے ہیں؟

جواب:5

عقیدہ پر بہت ساری کتابیں لکھی گئی ہیں ان کتابوں کو پڑھتے رہنا چاہیے تاکہ ہم منہج اور عقیدہ میں اسی راستہ پر کاربند رہیں نبی ﷺ، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمۂ کرام رحمۃ اللہ علیہم کا تھا۔

1۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے عالم دین ان کی ایک کتاب ہے جس کا نام " العقیدۃ الطحاویۃ" ہے یہ دنیا کے سارے مدارس اور عظیم Universities میں زیرِ نصاب ہے اور Syllabus میں یہ کتاب پڑھائی جاتی ہے۔ یہ عقیدہ کی ایک مشہور اور مایہ ناز کتاب ہے اس کا متن بہت مختصر ہے اس کے الفاظ عبارات اور اوراق یعنی Pages بہت ہی کم ہیں۔ لیکن اس کی شرح 600 Pages اور 700 Pages کبھی اس سے بھی زیادہ صفحات پر مشتمل ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا متن جس کو "متن العقیدۃ الطحاویۃ" کہا جاتا ہے یہ بہت ہی مختصر ہے ہم سے ہر ایک کو چاہیے کہ اسے یاد کرلیں اور اسی طریقے سے امام البربہاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی "شرح السنۃ" کے نام سے ایک متن ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "العقیدۃ الطحاویۃ" میں الاسراء اور معراج کے بارے میں کیا کہا کہ:

((وَالْمِعْرَاجُ حَقٌّ))

یعنی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج عطا کی گئی یہ حق ہے اس کا انکار نہیں کرنا چاہئے۔

((وقدْ أُسْرِيَ بالنّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے اسراء یعنی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ کی طرف لے جایا گیا ایک ہی رات میں اور اسی رات

((وَعُرِجَ بِشَخْصِهِ))

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روح اور جسم دونوں کے ساتھ اوپر لے جایا گیا۔ اس میں ان لوگوں پر رد ہے جو کہتے ہیں کہ صرف خواب میں ایسا کروایا گیا جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل سورۃ:17 کی آیت نمبر 1 بھی ہے:

﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ﴾

کہ میں پاکی بیان کرتا ہوں اس اللہ کی کہ جس نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو روح اور جسم کے ساتھ رات کا سفر کروایا۔

اور عبد کہتے ہیں روح اور جسم کے مجموعے کو صرف روح مراد ہوتی تو اس طرح ہوتا سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِرُوْحِهِ، بِرُوْحِهِ نہیں آیا بلکہ ﴿بِعَبْدِهِ﴾ آیا۔

((في اليَقَظَةِ))

بیداری کی حالت میں؛ "فِی الْمَنَامِ" نہیں کہا جارہا بلکہ "في اليَقَظَةِ" نیند اور خواب

میں نہیں بلکہ بیداری کی حالت۔

((إلى السّمَاءِ))

آسمان کی طرف

((ثُمّ إلى حَيْثُ شَاءَ اللهُ مِنَ العُلى))

پھر جہاں تک جس بلندی تک اللہ لے جانا چاہے وہاں تک لے جایا گیا

((وأَكْرَمَهُ اللهُ بِما شَاءَ))

اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا اکرام کیا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

((وَأَوحَى إلَيْهِ مَا أَوْحَى))

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی جو کچھ بھی وحی کرنا تھا۔

"العقیدۃ الطحایۃ" اسراء ومعراج کے بارے میں اس طرح مذکور ہے اور یہی عقیدہ ہمیں "شرح السنۃ للبربہاری" میں ملے گا۔

سوال:6

اسراء ومعراج کے واقعہ کو صحابہ کرام کی ایک کثیر تعداد نے روایت کیا ہے، بہت ساری کتبِ حدیث اور کتبِ عقیدہ میں اس کا ذکر آیا ہے، قرآن مجید کے تین مقامات میں اس کا ذکر موجود ہے، ان سب کے باوجود کیوں بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں؟

جواب:6

میں چاہتا ہوں ایک مرتبہ ان احادیث کا اور صحابہ کرام کے ناموں اور ان کتابوں کا جس کے اندر یہ واقعہ مذکور ہے ذکر کردوں تاکہ ہمارا یقین بڑھ جائے، شک وشبہات کا کانٹا

ہمارے دلوں سے نکل جائے اس واقعہ کے صحیح موقف اختیار کریں اور گمراہ لوگوں کی گمراہی سے بچیں اور اس پر اعتراضات اور سوالات کرنے والوں کا منہ بند ہو جائے۔

علامہ القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المواهب اللدنِيّة" کے اندر بیان فرمایا کہ 26 صحابہ اور صحابیات نے قصہ اسراء و معراج کو نقل فرمایا ہے اگر ہم اس کا انکار کریں گے تو صحابہ کرام پر تہمت لازم آجائے گی کہ انہوں نے - نعوذ باللہ– غلط بیانی کی۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے نام یہ ہیں:

1) انس رضی اللہ عنہ
2) اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ
3) بریدہ رضی اللہ عنہ
4) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما
5) حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ
6) سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ
7) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ
8) شداد بن اوس رضی اللہ عنہ
9) صہیب رضی اللہ عنہ
10) ابن عباس رضی اللہ عنہما
11) ابن عمر رضی اللہ عنہما
12) ابن عمرو رضی اللہ عنہما

13) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

14) عبد اللہ بن اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہ

15) علی رضی اللہ عنہ

16) عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ

17) مالک بن صعصعۃ رضی اللہ عنہ

18) ابو امامہ رضی اللہ عنہ

19) ابو ایوب رضی اللہ عنہ

20) عبد الرحمن بن قُرط رضی اللہ عنہ

21) ابی حبّۃ رضی اللہ عنہ

22) ابو الحمراء رضی اللہ عنہ

23) ابو ذر رضی اللہ عنہ

24) ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ

25) ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ

26) ابو لیلیٰ انصاری رضی اللہ عنہ

27) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

28) عائشہ رضی اللہ عنہا

29) اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا

30) ام ہانی رضی اللہ عنہا

31) ام سلمہ رضی اللہ عنہا

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

جو مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ "المواهب اللدنِيّة" ضرور ایک مرتبہ پڑھ لیجئے۔

قرآن مجید کے تین مقامات پر اسراء و معراج کا ذکر آیا ہے:

سورۃ بنی اسرائیل سورۃ نمبر 17 کی آیت نمبر 1:

﴿ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِير﴾

پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے، اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے۔

(سورۃ الاسراء:17/ 1)

سورۃ لاسراء سورۃ نمبر 17 کی آیت نمبر 60 میں ہے:

﴿وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾

اور یاد کرو جب کہ ہم نے آپ سے فرمادیا کہ آپ کے رب نے لوگوں کو گھیر

لیا ہے۔ جو رویا (عینی رؤیت) ہم نے آپ کو دکھائی تھی وہ لوگوں کے لئے صاف آزمائش ہی تھی۔

(سورۃ الاسراء: 17/60)

اسراء اور معراج کے واقعہ کفارِ قریش فتنہ میں پڑ گئے تھے جیسے آج کل کے کچھ عقل پرست لوگ شک میں پڑے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو ایسے شک سے دور رکھے اور ابو بکر الصدیق کی طرح تصدیق کرنے ،ان کے اور صحابہ کرام کے حق اور سچائی کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے باطل ضلالت اور گمراہی کے راستہ سے بچائے۔ آمین

تیسرا مقام قرآن مجید کا جہاں پر اسراء اور معراج کے بارے میں ہمیں ذکر ملتا ہے سورۃ النجم سورۃ نمبر 53 کی آیت نمبر ،6-18 تک

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى[٦] وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى[٨] فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى[٩] فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى[١٠] مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى[١١] أَفَتُمَارُونَهُ عَلَى مَا يَرَى[١٢] وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى[١٣] عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى[١٤] عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى[١٥] إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى[١٦] مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى[١٧] لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ﴾

جو زور آور ہے پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا[6] اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا[8] پس وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس

سے بھی کم [9] پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی [10] دل نے جھوٹ نہیں کہا جسے (پیغمبر نے) دیکھا [11] کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پیغمبر) دیکھتے ہیں [12] اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا [13] سدرۃ المنتہیٰ کے پاس [14] اسی کے پاس جنۃ الماویٰ ہے [15] جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی [16] نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی [17] یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں۔

(سورۃ النجم:53/18-6)

اب آیئے وہ روایات جو اسراء و معراج پر دلالت کرتی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں انہی روایات میں سے کچھ روایتیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم بھی موجود ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے تفصیل کے ساتھ اس واقعہ کو ذکر کیا ہے انہوں نے ایک باب "باب المعراج" کے نام سے باندھا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مختلف کتابیں جیسے کتاب العلم ہے، کتاب الوحی، کتاب الایمان، کتاب التوحید اور کتاب الصلاۃ قائم کئے پھر ان میں باب باندھے ہیں۔

صحیح بخاری کے اندر "کتاب فضائل الصحابۃ" میں ایک باب "باب المعراج" ہے جس میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ "کتاب فضائل الصحابہ" میں صحابہ کرام کے حالاتِ زندگی ترتیب وار ذکر کئے ہیں یعنی جو پہلے مسلمان ہوئے ان کا پہلے اور جو بعد میں مسلمان ہوئے ان کا بعد میں ذکر کئے ہیں اور فضائلِ صحابہ کے ساتھ اس واقعہ کو ذکر کر دیئے ہیں جو اس زمانے میں پیش آیا اس طرح

معراج کا واقعہ بھی فضائل الصحابہ میں ذکر کر دیا گیا۔ فضائل الصحابہ اور واقعہء اسراء ومعراج میں بڑی گہری مناسبت ہے۔ اس کے علاوہ بھی بخاری میں مختلف مقامات پر جیسے کتاب الصلاۃ، کتاب الایمان وغیرہ میں بھی اس واقعہ کا ذکر موجود ہے۔

صحیح بخاری حدیث نمبر 3674 اور صحیح مسلم حدیث نمبر 266 میں یہ واقعہ مفصل مذکور ہے۔

آپ کے اطمینان اور آسانی سے سمجھ میں آنے کے لیے 21 کتابوں سے حوالے آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں وہ یہ ہیں:

1) صحیح بخاری میں باب المعراج اور صحیح بخاری حدیث نمبر 3674 اور حدیث نمبر 7517 میں یہ واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔

2) صحیح ابن خزیمہ کے اندر بھی یہ واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔

3) احادیث المختارۃ، لضیاء المقدسی رحمۃ اللہ علیہ۔

4) چوتھی کتاب ہے "المستدرک للحاکم" حدیث نمبر 271۔

5) پانچویں کتاب "الجامع الترمذی" حدیث نمبر 3346۔

6) السنن البیہقی، حدیث نمبر 309۔

7) مصنف ابن ابی شیبہ۔

8) شرح مشکل الآثار حدیث نمبر 5010۔

9) مسند البزار حدیث نمبر 3892۔

10) صحیح مسلم حدیث نمبر 266، 162۔

11) مسند ابی یعلی حدیث نمبر: 2535۔

12) مسند عبد ابن الحمید حدیث نمبر 1210۔

13) المعجم الکبیر للامام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث نمبر :598اور 821۔

14) سنن النسائی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 447۔

15) مسند احمد میں حدیث نمبر 18113 اور 18115۔

16) مسند احمد میں حدیث نمبر 18113 اور 18115۔

17) صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر :301۔

18) صحیح ابن حبان حدیث نمبر :7406۔

19) سنن الدار القطنی حدیث نمبر 33:۔

20) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر :1399۔

21) سنن ابی داود حدیث نمبر :244۔

اسی طریقے سے سیرت کی کتابوں جیسے " البدایہ والنہایہ "طبقات ابن سعد، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پر لکھی گئی کتاب، کتب حدیث، کتبِ عقیدہ اور کتبِ تفاسیر دیکھیں لیں ہر ایک کے اندر اس کا ذکر ملے گا۔ کسی میں بھی اس Topic کو چھوڑا نہیں گیا ہے۔

اب اس کے باوجود بھی اگر کوئی اس واقعہ کو انکار کرتا ہے اس وجہ سے کہ اس کی عقل نہیں مانتی ہے تو وہ گمراہ ہے اسے اپنے ایمان کی اصلاح کرنا چاہئے۔ اگر انسان دین کو سمجھنے کے لئے عقل پر بھروسہ اور اسے نقل پر مقدم رکھے وہ فرشتوں کا بھی انکار کر بیٹھے گا بلکہ انبیاء علیہ السلام اور دین کا ہی انکار کر بیٹھے گا کیونکہ انبیاء علیہ السلام پر وحی فرشتوں کے ذریعہ آتی ہے جب فرشتوں کا ہی انکار ہو جائے انبیاء علیہ السلام کے پاس وحی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس طرح انسان فرشتوں، انبیاء، وحی کا انکار

کر کے اپنا ایمان کھو دے گا۔

ہمیں سوچنا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ فرشتوں کے ذریعہ اپنے پیغام کو انبیاء علیہ السلام پہنچا سکتا ہے تو اس ذات کے لئے یہ مشکل نہیں کہ آپ ﷺ کو اسراء و معراج کرائے۔

اسی لیے ابو بکر اسراء اور معراج کے تعلق سے کہا کہ کوئی اگر دوسرا کہتا تو اس کا انکار کر دیتا اگر وہ اللہ کے نبی ﷺ کہہ رہے ہیں تو بالکل سچ ہے کیونکہ میں ہمیشہ سے مانتا ہوں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کے وحی لاتے ہیں یہ بات ماننے میں میرے لئے کوئی مانع نہیں ہے۔ اسی وجہ آپ کو "الصدیق" کا لقب مل گیا۔ شاعر نے کہا

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

صدیق (رضی اللہ عنہ) کے لیے خدا کا رسول بس

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیق کے مطابق یہ واقعہ 26 صحابہ کرام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو لہذا ہمیں اس کے بارے میں شک میں نہیں پڑنا چاہئے۔

سوال:7

اسراء و معراج کا واقعہ کتنی سرعت میں ہوا؟

جواب:7

معراج کے واقعہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ بہت سرعت کے ساتھ واپس آئے اور اس سلسلے تین باتیں کہی جاتی ہیں:

1۔((وَجَدَ مَلَاءَۃَ سرِیْرِدَافِئَۃً))

کہ اللہ کے نبی ﷺ کا بستر ابھی گرم تھا آپ ﷺ واپس آ گئے

2۔((وَوَجَدَ الْإِنَاءَالَّذِيْ قَبْلَهُ قَبْلَ مِعْرَاجِهِ لَايَزَالُ يُقْطُرُمَاءً))

کہ برتن سے پانی قطرہ قطرہ رس رہا تھا یعنی کہ قطرے گر رہے تھے آپ ﷺ واپس آ گئے

3۔((وَوَجَدَ سِلْسِلَةَ الْبَابِ لَا تَزَالُ تَتَذَبْذَبْ))

کہ دروازے کی کڑیاں ابھی ہل رہی تھیں آپ ﷺ واپس آ گئے

کیا یہ الفاظ حدیث سے ثابت ہیں؟

تو سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اہل علم نے کہا کہ ملائات کا لفظ قدیم فصحائے عرب حضرات کے پاس یہ معروف نہیں تھا اس کا مطلب نکلا کہ یہ بعد کی پیداوار ہے۔ یہ الفاظ یہ بات کرنے کی گفتگو یہ اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں فصیح عربی

High LevelArabic Language میں یہ الفاظ نہیں پائے جاتے تھے اس پر تفصیلی گفتگو "لسان العرب" اور "النہایۃ" میں ملتی ہے۔ اس زمانے میں:

"الْمِلْحَفَة"

یا

"لإِزَار"

کا لفظ بولا جاتا تھا۔

"مَلَاءَ" کا لفظ نہیں بولا جاتا تھا۔

اور اسی طریقے سے شیخ شقیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی مشہور کتاب "السنن والمبتدعات" صفحہ نمبر 143 میں أُكْذُوبَة لکھا ہے۔

یعنی یہ لوگوں کی جھوٹی باتیں ہیں اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ابھی گرم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ گئے۔

اسی طریقے سے تفسیر طبری میں سورۃ نور کی تفسیر میں عبد الرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں یہ الفاظ آئے ہیں:

((لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا

مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ))

اندھے پر، لنگڑے پر، بیمار پر اور خود تم پر (مطلقاً) کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے گھروں سے کھالو یا اپنے باپوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوستوں کے گھروں سے۔ تم پر اس میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ تم سب ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤ یا الگ الگ پس جب تم گھروں میں جانے لگو تو اپنے گھر والوں کو سلام کر لیا کرو دعائے خیر ہے جو بابرکت اور پاکیزہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ، یوں ہی اللہ تعالیٰ کھول کھول کر تم سے اپنے احکام بیان فرمارہا ہے تاکہ تم سمجھ لو۔

(النور:24/61)

﴿أَوْ صَدِيقِكُمْ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

((لَمْ يَكُنْ لَهُمْ أَبْوَابٌ وَكَانَتِ السُّتُوْرُ مُرْخَاةً))

کہ اللہ کے نبی ﷺ کے زمانے میں ابواب نہیں ہوا کرتے تھے عمومی طور پر

پردے لٹکالیے جاتے تھے دروازوں پر۔

اس معلوم ہوا کہ اس زمانے میں دروازے ہی موجود نہیں تو کڑی ہلنے کا ذکر مناسب نہیں ہے۔

ان اقوال کے لیے ہمیں Authentic صحیح سندیں درکار ہیں۔

اور اسی طریقے سے صحیح بخاری کے اندر حدیث نمبر 3342 صحیح مسلم حدیث نمبر 163 جو انس بن مالک سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

((ان أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَفَرَجَ صَدْرِي، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي، ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ جِبْرِيلُ: لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ، قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا جِبْرِيلُ، قَالَ: مَعَكَ أَحَدٌ، قَالَ: مَعِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ، قَالَ: نَعَمْ، فَافْتَحْ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا إِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ، فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟، قَالَ: هَذَا آدَمُ وَهَذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ

وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ، فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى، ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: لِخَازِنِهَا افْتَحْ، فَقَالَ لَهُ: خَازِنُهَا مِثْلَ مَا، قَالَ: الْأَوَّلُ فَفَتَحَ، قَالَ أَنَسٌ: فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَوَاتِ إِدْرِيسَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَإِبْرَاهِيمَ وَلَمْ يُثْبِتْ لِي كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَ إِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ، وَقَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ بِإِدْرِيسَ، قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا ؟، قَالَ: هَذَا إِدْرِيسُ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا مُوسَى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: عِيسَى ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا ؟، قَالَ: هَذَا إِبْرَاهِيمُ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَيَّةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُولَانِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ صَرِيفَ الْأَقْلَامِ، قَالَ: ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَفَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى أَمُرَّ بِمُوسَى، فَقَالَ

مُوسَى: مَا الَّذِي فَرَضَ عَلَى أُمَّتِكَ، قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ صَلَاةً، قَالَ: فَرَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ رَبِّي فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ رَبِّي، فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ، فَقُلْتُ: قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي، ثُمَّ انْطَلَقَ حَتَّى أَتَى بِي السِّدْرَةَ الْمُنْتَهَى فَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ))

ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میرے گھر کی چھت کھولی گئی۔ میرا قیام ان دنوں مکہ میں تھا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام اترے اور میرا سینہ چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا، اسے میرے سینے میں انڈیل دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف لے کر چلے، جب آسمان دنیا پر پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھولو، پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں جبرائیل، پھر پوچھا کہ آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پوچھا کہ انہیں لانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا

تھا۔ جواب دیا کہ ہاں، اب دروازہ کھلا، جب ہم آسمان پر پہنچے تو وہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی، کچھ انسانی روحیں ان کے دائیں طرف تھیں اور کچھ بائیں طرف، جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو ہنس دیتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو رو پڑتے۔ انہوں نے کہا خوش آمدید، نیک نبی، نیک بیٹے! میں نے پوچھا، جبرائیل! یہ صاحب کون بزرگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ انسانی روحیں ان کے دائیں اور بائیں طرف تھیں ان کی اولاد بنی آدم کی روحیں تھیں ان کے جو دائیں طرف تھیں وہ جنتی تھیں اور جو بائیں طرف تھیں وہ دوزخی تھیں، اسی لیے جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو مسکراتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو روتے تھے، پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے اوپر لے کر چڑھے اور دوسرے آسمان پر آئے، اس آسمان کے داروغہ سے بھی انہوں نے کہا کہ دروازہ کھولو، انہوں نے بھی اسی طرح کے سوالات کئے جو پہلے آسمان پر ہو چکے تھے، پھر دروازہ کھولا، انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے تفصیل سے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف آسمانوں پر ادریس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو پایا، لیکن انہوں نے ان انبیاء کرام کے مقامات کی کوئی تخصیص نہیں کی، صرف اتنا کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کو آسمان دنیا (پہلے آسمان پر) پایا اور ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے پر اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب جبرائیل علیہ السلام، ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا خوش آمدید، نیک نبی، نیک بھائی، میں نے پوچھا کہ یہ کون

صاحب ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں، پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے بھی کہا خوش آمدید نیک نبی، نیک بھائی، میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ تو بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے فرمایا کہ خوش آمدید نیک نبی اور نیک بیٹے، میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں، ابن شہاب سے زہری نے بیان کیا اور مجھے ایوب بن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو حیہ انصاری رضی اللہ عنہم بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے اوپر لے کر چڑھے اور میں اتنے بلند مقام پر پہنچ گیا جہاں سے قلم کے لکھنے کی آواز صاف سننے لگی تھی، ابو بکر بن حزم نے بیان کیا اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نمازیں مجھ پر فرض کیں۔ میں اس فریضہ کے ساتھ واپس ہوا اور جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر کیا چیز فرض کی گئی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ پچاس وقت کی نمازیں ان پر فرض ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں، کیونکہ آپ کی امت میں اتنی نمازوں کی طاقت نہیں ہے، چنانچہ میں واپس ہوا اور رب العالمین کے دربار میں مراجعت کی، اس کے نتیجے میں اس کا ایک حصہ کم کر دیا گیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور اس مرتبہ بھی انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے پھر مراجعت کریں پھر انہوں نے اپنی تفصیلات کا ذکر کیا کہ

رب العالمین نے ایک حصہ کی پھر کمی کر دی، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں خبر کی، انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب سے مراجعت کریں، کیونکہ آپ کی امت میں اس کی بھی طاقت نہیں ہے، پھر میں واپس ہوا اور اپنے رب سے پھر مراجعت کی، اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ فرمادیا کہ نمازیں پانچ وقت کی کر دی گئیں اور ثواب پچاس نمازوں کا ہی باقی رکھا گیا، ہمارا قول بدلا نہیں کرتا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اب بھی اسی پر زور دیا کہ اپنے رب سے آپ کو پھر مراجعت کرنی چاہئے۔ لیکن میں نے کہا کہ مجھے اللہ پاک سے بار بار درخواست کرتے ہوئے اب شرم آتی ہے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر آگے بڑھے اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لائے جہاں مختلف قسم کے رنگ نظر آئے، جنہوں نے اس درخت کو چھپا رکھا تھا میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے۔ اس کے بعد مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ موتی کے گنبد بنے ہوئے ہیں اور اس کی مٹی مشک کی طرح خوشبودار تھی۔

(الراوي: أبو ذر الغفاري | المحدث: البخاري | المصدر: صحيح البخاري)

مذکورہ حدیث پر غور کرنے سے پتہ چلتا کہ آپ ﷺ صراحت کے ساتھ فرمایا:

((فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ))

میرے گھر کی چھت پھاڑی گئی اور میں مکہ میں تھا یعنی آپ ﷺ دروازے سے باہر نہیں گئے بلکہ چھت سے گئے۔ یعنی "دروازہ کی کڑی ہل رہی تھی اور آپ ﷺ واپس آگئے" اس طرح کہنا درست نہیں ہے۔

سوال:8

بعض Orientalist نے مسجدِ اقصی سے مراد "دور (طائف) کی مسجد" لیے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:8

آپ جانتے ہیں Orientalist مستشرقین نے سیرت، علومِ قرآن، علومِ حدیث اور تاریخ پر کافی کتابیں لکھیں، چونکہ سیریا اور فلسطین سے یہود و نصاریٰ کی بھی تاریخ وابستہ ہے وہ کہتے ہیں کہ پرانے زمانے میں مسجد اور مصلی عمارت کی شکل میں موجود نہیں بس زمین پر کچھ لکریں تھیں جس کے اطراف پتھر رکھ دیئے جاتے تھے انہیں کو مسجد اور مصلی سمجھا جاتا تھا۔

اسی طرح انہوں نے کہا کہ مسجدِ اقصیٰ سے مراد وہ مسجد نہیں ہے جو فلسطین میں ہے جہاں اللہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جو لے جایا گیا بلکہ اس سے مراد طائف کی ایک مسجد ہے مسجد الاقصی کا مطلب دور کی مسجد ہے اور یہ طائف کی مسجد ہے اور المسجد الادنی قریب کی مسجد سے مسجد حرام مراد ہے۔ جو کہ مکہ میں ہے۔ اور اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مسجد حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک یعنی طائف تک لے جایا گیا۔

سب سے پہلے تو یہ خیال باطل ہے کیونکہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

اور اس کو کئی طریقے سے ردّ کیا جاسکتا ہے:

1) پہلی بات یہ کہ کیا طائف میں اس زمانے میں ایسے مسلمان تھے جنہوں نے مسجد بنادی اور اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بعد میں لے جاکر بتایا گیا کہ وہاں ایک مسجد ہے تو یہ ایک بالکل غلط بے حقیقت والی بات ہے۔

2) دوسری بات یہ کہ سورہ بنی اسرائیل سورۃ نمبر 17 کی آیت نمبر 1 میں جس مسجد اقصی کا ذکر کیا گیا:

﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى ﴾

پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے، اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے۔

(سورۃ الاسراء: 17/1)

اس سے مراد فلسطین میں موجود مسجد اقصی ہے اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کسی نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا۔

تو آج کل جو Orientalist انٹرنیٹ پر جو کچھ لکھ رہے ہیں یہ ان کی اپنی سوچ ہے۔ ان کی عقل کی پیداوار ہے جو حقیقت سے کافی دور ہے۔

اگر آپ تفسیر ابن کثیر سورہ بنی اسرائیل سورۃ نمبر 17 کی آیت نمبر 1 پڑھیں گے تو پتہ چلے گا کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے مسجدِ اقصی بیت المقدس مراد ہے جو ایلیاء میں ہے یہ سرزمین ابراہیم علیہ السلام زمانے سے ہی انبیاء کا مرکز اور ان کی آماجگاہ رہی ہے۔

3) تیسری بات یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر کہا کہ وہ ایک عمارت کی شکل میں ہے یعنی وہ باقاعدہ ایک مسجد ہے اور یہ کوئی تصوراتی بات نہیں ہے۔ اور اسی طرح وہ طائف کی مسجد نہیں بلکہ فلسطین میں موجود مسجد اقصی ہے

کیونکہ اگر وہ طائف کی مسجد ہوتی تو کفارِ قریش نہ حیران ہوتے اور نہ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے اس لئے ایک رات میں طائف جانا کوئی محال اور ناممکن کام نہیں ہے۔

صحیح بخاری حدیث نمبر 4710 میں صحیح مسلم حدیث نمبر 170 میں اس واقعہ کے بارے تفصیلی ذکر موجود ہے۔

((عن جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:" لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ، فَجَلَّى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ))

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قریش نے مجھ کو واقعہ معراج کے سلسلہ میں جھٹلایا تو میں (کعبہ کے) مقام حجر میں کھڑا ہوا تھا اور میرے سامنے پورا بیت المقدس کر دیا گیا تھا۔ میں اسے دیکھ دیکھ کر اس کی ایک ایک علامت بیان کرنے لگا۔

مذکورہ بالا حدیث میں ان لوگوں پر رد ہے جو اسراء و معراج کو نہیں مانتے ہیں۔ اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وہاں مسجد کا وجود تھا اور مسجد اقصی سے مراد فلسطین میں موجود مسجد ہے نہ کہ طائف کی مسجد۔

کفارِ قریش تجارت کے خاطر مختلف ممالک اور علاقوں کا سفر کیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ قریش میں فرمایا: لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ۔

قریش کے مانوس کرنے کے لئے (یعنی) انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے لئے۔(اس کے شکریہ میں)

(القریش:106/2-1)

ان میں کے بعض تجار کو بیت المقدس کے کافی معلومات تھیں انہوں نے جانچنے کے لئے آپ ﷺ بیت المقدس کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کے آپ کے سامنے لاکر رکھ دیا اور آپ ﷺ انہیں اس کے بارے میں مکمل Information دے دی۔

4) چوتھی بات یہ کہ صحیح بخاری حدیث نمبر 3366 صحیح مسلم حدیث نمبر 520 مسجد کے وجود پر دلالت کرتے ہیں:

((عن أَبي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلَ؟ قَالَ:" الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ، قَالَ: الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى، قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا، قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ بَعْدُ فَصَلِّهْ فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيهِ))

ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! سب سے پہلے روئے زمین پر کون سی مسجد بنی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد الحرام۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے عرض کیا اور اور اس کے بعد؟ فرمایا کہ مسجد الاقصیٰ (بیت المقدس) میں نے عرض کیا، ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا

فاصلہ رہا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس سال۔ پھر فرمایا اب جہاں
بھی تجھ کو نماز کا وقت ہو جائے وہاں نماز پڑھ لے۔ بڑی فضیلت نماز پڑھنا ہے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ پہلے سے مسجد کا وجود تھا اور اس سے فلسطین میں موجود مسجد اقصی ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسجد تھی ہی نہیں یا اس سے مراد طائف کی مسجد ہے تو یہ بالکل غلط بات ہے۔

5) پانچویں بات یہ کہ سب لوگ اس بات سے خوب واقف ہیں کہ مسلمانوں کا قبلہ ءاول فلسطین میں موجود مسجد اقصی ہے۔مکہ میں اور مدینہ میں بھی کئی دن آپ ﷺ مسجدِ اقصی کا رخ کر کے نماز ادا کی۔ کوئی بھی اس بات کو مان ہی نہیں سکتا کہ مسلمانوں کا قبلہ ءاول طائف کی مسجد ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ میں نے ابتداء میں قرآن کے ان تین مقامات کا ذکر کیا جس میں اسراء ومعراج کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ اسراء ومعراج کا تعلق طائف سے ہے۔ کیونکہ کسی مورخ کسی مفسر اور نہ کسی ہی محدث نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی ہے۔ اس طرح اس پر بحث کرنا ٹائم ویسٹ کرنا ہے۔

لیکن چونکہ اس طرح کی بات انٹرنیٹ پر آہستہ آہستہ بات زیادہ پھیل رہی تھی اور کئی نوجوانوں نے مجھ سے یہ سوال کیا تو میں مناسب سمجھا کہ اس پر رد کردوں تاکہ کسی کے ذہن میں کوئی اشکال باقی نہ رہے۔

اور جو لوگ حقائق سے واقف ہیں تو وہ لوگ اس پر رد کرنے کو اپنے ٹائم کا ضیاع سمجھتے ہیں۔ یہ سب اشکالات کو بالکل ہی کچرے کے ڈبے میں ڈالنے کے لائق ہیں

کیونکہ انکا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بس میرا مقصود نوجوانوں کے شبہات کا ازالہ تھا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہمیں راہِ راست پر قائم رکھے۔ آمین

سوال:9

کیا "التحیات" ایک گفتگو اور Discussion ہے جو معراج کے وقت اللہ اور رسول کے درمیان ہوا؟

جواب:9

آج کل Internet اور Whatsapp پر یہ قصہ بڑے زور و شور سے پھیلایا جارہا ہے کہ:

"التَّحِيَّات"

دراصل یہ اللہ کے نبی ﷺ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے درمیان جو مناجات اور گفتگو Discussion ہوا ہے وہ ہے۔ یہ وہ ایک Discussion ہے جو معراج کی رات اللہ کے نبی ﷺ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے درمیان ہوا کہ ایک طرف اللہ کے نبی ﷺ کچھ سوالات کر رہے تھے دوسری طرف اللہ سبحانہ وتعالی جواب دے رہے ہیں جب آپ: التَّحِيَّات پڑھتے ہیں تو پورے Discussion کو دماغ میں رکھ کر پڑھیں گے تو آپ کو التَّحِيَّات کا معنیٰ اور مطلب سمجھ میں آئے گا۔

دراصل یہ بات بالکل غلط ہے خرافات ہے۔ اللجنۃ الدَائِمۃُ نے اس قصہ کو پوری طرح بیان کرنے کے بعد کہا کہ بعض فقہی کتابوں کے اندر بعض لوگوں نے

التَّحِیَّات کے ضمن اس واقعہ کو ذکر کیا لیکن اس کی کوئی اصل نہیں لاَ أَصْلَ لَہُ۔

اور اس کمیٹی کے نگران شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرزاق عفیفی رحمۃ اللہ علیہ، ابن عدیان اور عبد اللہ بن قعود جیسے کبار علمائے کرام نے تحقیق کرنے کے بعد کہا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور مزید کہا صحیح بخاری حدیث نمبر 6328 صحیح مسلم حدیث نمبر 402 سے یہ واقعہ ٹکراتا ہے۔ بخاری و مسلم میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود کو باقاعدہ التَّحِیَّات کیسے سکھایا پوری تفصیلات موجود ہیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلَاةِ السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ:" إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ إِلَى قَوْلِهِ: الصَّالِحِينَ، فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ صَالِحٍ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الثَّنَاءِ مَا شَاءَ))

ہم نماز میں یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ پر سلام ہو، فلاں پر سلام ہو۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک دن فرمایا کہ اللہ خود سلام ہے اس لیے جب تم نماز میں بیٹھو تو یہ پڑھا کرو «التحیات للہ۔۔۔الصالحین» تک اس لیے کہ جب تم یہ کہو گے تو آسمان و زمین میں موجود اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہر صالح بندہ کو (یہ سلام) پہنچے گا۔ «أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد

أن محمدا عبده ورسوله.» اس کے بعد ثنا میں اختیار ہے جو دعا چاہو پڑھو۔

التَّحِيَّات اللہ کے نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو ایسے ہی سکھایا اور صحابہ نے تابعین کو ایسے ہی سکھایا اور تابعین نے تبع تابعین کو ایسے ہی سکھایا کسی نے اُس معراج والے واقعہ کو ذکر نہیں کیا۔

التَّحِيَّات کے بارے میں جو من گھڑت قصہ ہے اسے بیان کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((كَفَى بالمَرْءِ كَذِبًا أنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ))

کافی ہے آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہ کہ جو سنے اس کو بیان کرے۔

(صحیح مسلم:5)

اس حدیث میں اس آدمی کے لئے تنبیہ ہے جو بات بھی سنتا ہے بغیر تحقیق کرکے پھیلا دیتا ایسا آدمی جھوٹا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں جھوٹ سے بچائے خاص طور سے اللہ کے نبی ﷺ کی طرف جھوٹی حدیث منسوب کرنے سے آمین۔

سوال:10

معراج کی رات میں اللہ کے نبی ﷺ کو رویت حاصل ہوئی یا نہیں ؟ کیا اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا یا نہیں دیکھا؟

جواب:10

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہمیں مشہور جملہ ملتا ہے کہ:

((مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ وَهْوَ يَقُولُ: ﴿لاَ تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ﴾))

عائشہ نے واضح طور پر یہ کہا جس نے تم کو یہ بیان کیا کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے جھوٹ کہا کیونکہ قرآن مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہہ رہے ہیں:

﴿لاَ تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ﴾

کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یہ آنکھیں پا نہیں سکتیں، دنیا میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آنکھوں میں اتنی طاقت نہیں دی کہ وہ اللہ سبحان وتعالیٰ کو پا سکیں یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھ سکیں۔

ہاں آخرت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو دیکھیں گے جیسا کہ چاند کو دیکھنے میں تکلیف نہیں ہوتی ویسے ہی دیکھنے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ طاقت بڑھا دینگے تو آخرت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رویت حاصل ہوگی مومنوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نعمت کے طور پر جنتیوں کو مومنوں اللہ سبحانہ و تعالیٰ عطا کریں گے، آخرت کا انکار نہیں ہے لیکن دنیا میں اللہ کے نبی ﷺ نے دیکھا ہو تو حضرت عائشہ نے دوٹوک انداز میں واضح انداز میں آپ نے عقیدہ بیان کر دیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو نہیں دیکھا ہے تو صحیح بخاری

حدیث نمبر 6832 کتاب التوحید آپ پڑھ کر دیکھ سکتے ہیں۔ ابوذر سے روایت ہے:

((قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ھَلْ رَأَیْتَ رَبَّکَ؟

کہ کیا آپ (ﷺ) نے اپنے رب کو دیکھا؟

((قَالَ نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ؟))

اس سے پتہ چلا آپ کو کوئی بھی واضح دلیل نہیں ملتی کہ اللہ کے نبی ﷺ نے معراج کی رات میں اپنی آنکھوں سے "رویتِ عین" یعنی آنکھوں سے اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا۔

(صحیح مسلم:261)

اور مشہور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف یہ منسوب ہے کہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا؛ تو اس بارے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو جواب دیا، ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا وہ جواب "اجتماع الجیوش الإسلامیۃ" جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 12 پر نقل فرمایا کہا کہ عائشہ اور ابن عباس میں جو اختلاف تھا وہ کوئی حقیقی اختلاف نہیں تھا وہ صرف سمجھ کا اختلاف تھا مثال کے طور پر عائشہ نے جو انکار کیا:

((أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنْكَرَتْ رُؤْيَةَ الْعَيْنِ))

عائشہ نے جو انکار کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے نہیں دیکھا وہ آپ ﷺ نے آنکھوں سے دیکھنے کا انکار کیا اور

((وَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَثْبَتَ رُؤْيَةَ الفُؤَادِ))

ابن عباس نے جب دیکھنے کی بات کہی تو وہ دراصل وہ Context اور سمجھنے کا جو تعلق وہ یہ کہ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا یعنی آپ ﷺ نے جو دیکھا وہ خواب کا دیکھنا مراد ہے دل سے دیکھنا مراد ہے نہ کہ آنکھ سے دیکھنے کے بارے میں انہوں نے کچھ کہا۔

تو لہذا "رُؤْيَة الْعَيْن "اور" رُؤْيَة الفُؤَاد "دل سے دیکھنا اور آنکھ سے دیکھنے میں بڑا فرق ہوتا ہے عربی لغت کے اعتبار سے لہذا حقیقی طور پر صحابہ کرام میں اس مسئلے کو لیکر کوئی بھی اختلاف نہیں تھا یہ اختلاف بہت بعد میں پیدا ہوا انہوں نے ان الفاظ سے اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے ابن عباس کے ڈبل ڈبل ذو معنی جس کے اندر معنی ڈبل معنی آرہا تھا انہوں نے اپنی مطلب کی بات نکالنے کی کوشش کی ورنہ ابن عباس بھی حقیقی طور پر انہوں نے بھی کہیں پر بھی آنکھ سے دیکھنے کا دعویٰ نہیں کیا۔

سوال:11

معراج کی رات نبی ﷺ کو کتنے تحفے دیے گئے؟ اور ان سے متعلق کچھ اشکالات کا ازالہ کیجیے

جواب:11

اللہ کے نبی کریم ﷺ کو معراج کی رات تین تحفے دیئے گئے:

1) پہلا تحفہ خواتیم سورۃ البقرۃ یعنی سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیتیں آیت نمبر 285 اور آیت نمبر 286

2) دوسرا تحفہ صلوٰۃ خمسہ یعنی پانچ نمازیں

3) تیسرا تحفہ جس نے شرک نہ کیا ہو اور کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو اس کے لئے مغفرت کا اعلان

یہاں پر ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کبیرہ گناہ کرنے والی کی معافی ہو گی یا نہیں؟
اہل علم فرماتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کے مرتکب کی معافی ممکن ہے سوائے شرک کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔

(النساء:4/48)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کریں گے لیکن شرک کے علاوہ جو بھی گناہ ہے اللہ اسے معاف کرسکتے ہیں اگر وہ زندگی میں توبہ کرلے شرک اور کفر سے بھی اللہ تعالیٰ معاف کرسکتے ہیں جیسا کہ کئی صحابہ اکرام پہلے کفر کی حالت میں تھے جب انہوں نے توبہ کی تو وہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُم کہلائے

اس کا مطلب یہ نکلا کہ مرنے اور غرغرِ موت آنے سے پہلے، سورج مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے اگر کوئی شرک وکفر سے توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کردیتے ہیں لیکن اگر کوئی حالتِ شرک میں مرگیا تو اس کی بخشش نہیں ہو گی۔

اس کے علاوہ کبیرہ اور صغیرہ گناہ کا مرتکب یہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت پر موقوف ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ چاہیں اسے معاف کر دیں یا چاہیں عذاب میں مبتلا کریں یہ معاملہ خالص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حوالے ہے۔

دوسرا اشکال یہ کہ قرآن سارا زمین پر نازل ہوا ان میں سے کچھ سورتیں مکی ہیں اور کچھ مدنی لیکن خواتیم سورۃ البقرۃ میں کیا کہا جائے؟

بعض اہل علم نے کہا کہ یہ سماوی ہیں۔

لیکن دیگر اہلِ علم نے کہا کہ مختلف روایتیں پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان آسمان میں اعلان ہوا لیکن وہ زمین پر ہی نازل کی گئیں۔

بعض اہل علم نے کہا وہ آسمان میں بھی نازل ہوئیں اور زمین میں بھی نازل ہوئیں یعنی ان کا نزول دومرتبہ نازل ہوا جس طرح سورۃ الفاتحہ کا ہوا۔

صحیح مسلم حدیث نمبر 806 میں مذکور ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيلُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: هَذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ، فُتِحَ الْيَوْمَ، لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ، فَقَالَ: هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الأَرْضِ، لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَسَلَّمَ، وَقَالَ: " أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ، فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک دن جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آواز بڑے زور کی سنی دروازہ کھلنے کی اور اپنا سر اٹھایا۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ایک دروازہ ہے آسمان کا کہ آج کھلا ہے اور کبھی نہیں کھلا تھا مگر آج کے دن پھر اس سے ایک فرشتہ اترا۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فرشتہ جو زمین پر اترا ہے کبھی نہیں اترا سوائے آج کے۔ اور اس نے سلام کیا اور کہا خوشخبری ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو نوروں کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوئے ہیں اور نبیوں میں سے کسی نبی کو نہیں ملے، سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے، ایک سورۂ فاتحہ ہے اور دوسرے سورۂ بقرہ کا خاتمہ۔ کوئی حرف اس میں سے تم نہ پڑھو گے کہ اس کی مانگی ہوئی چیز تمہیں نہ ملے۔

اللہ اکبر یہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ ایسے دو نور عطا کئے جو آپ ﷺ سے قبل کسی کو نہیں دیئے گئے تھے:

1) پہلا نور فاتحۃ الکتاب اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کی کتنی بڑی فضیلت ہے

2) دوسرا نور خواتیم سورۃ البقرۃ یعنی سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیتیں اور ایک روایت پڑھنے سے پتہ چلتا ہے صحیح مسلم ہی کی حدیث نمبر 125 میں کہ اسبابِ نزول میں خواتیم سورۃ البقرۃ مدینہ میں نازل ہوئے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي

أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سورة البقرة آية ٢٨٤، قَالَ: فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ بَرَكُوا عَلَى الرُّكَبِ، فَقَالُوا: أَيْ رَسُولَ اللَّهِ كُلِّفْنَا مِنَ الأَعْمَالِ مَا نُطِيقُ، الصَّلَاةُ، وَالصِّيَامُ، وَالْجِهَادُ، وَالصَّدَقَةُ، وَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هَذِهِ الآيَةُ وَلَا نُطِيقُهَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَتُرِيدُونَ أَنْ تَقُولُوا كَمَا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ: سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا، بَلْ قُولُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا، وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ، قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا، وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ، فَلَمَّا اقْتَرَأَهَا الْقَوْمُ ذَلَّتْ بِهَا أَلْسِنَتُهُمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي إِثْرِهَا آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ سورة البقرة آية ٢٨٥، فَلَمَّا فَعَلُوا ذَلِكَ، نَسَخَهَا اللَّهُ تَعَالَى، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ " لا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا سورة البقرة آية ٢٨٦، قَالَ: نَعَمْ، رَبَّنَا وَلا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا سورة البقرة آية ٢٨٦، قَالَ: نَعَمْ، رَبَّنَا وَلا تُحَمِّلْنَا مَا لا طَاقَةَ لَنَا بِهِ سورة البقرة آية ٢٨٦،

قَالَ: نَعَمْ، وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ سورة البقرة آية ٢٨٦، قَالَ: نَعَمْ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت اتری

«لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»

(البقرة284)

اخیر تک یعنی ”اللہ ہی کا ہے جو کہ ہے آسمانوں اور زمین میں اور اگر تم کھول دو اپنے دل کی بات کو یا چھپاؤ اس کو، اللہ تعالیٰ حساب کرے گا اس کا تم سے پھر بخش دے گا جس کو چاہے گا اور عذاب کرے گا، جس کو چاہے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔“ تو گراں گزری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر، اور وہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، پھر بیٹھ گئے گھٹنوں پر اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! ہم کو حکم ہوا ان کاموں کے کرنے کا جن کی ہمیں طاقت ہے جیسے نماز، روزہ، صدقہ، اب آپ پر یہ آیت اتری اور اس پر عمل کرنے کی ہم میں طاقت نہیں (یعنی اپنے دل پر ہمارا زور نہیں چلتا کہ برے شیطانی وسوسے بالکل نہ آنے پائیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم کیا چاہتے ہو کہ ایسا کہو جیسے پہلے دونوں کتاب والوں (یہود و نصاریٰ) نے کہا (جب اللہ کا حکم سنا) «سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا» ”سنا ہم نے اور نافرمانی کی“ (یعنی ہم نے تیرا حکم سنا پر ہم اس

پر عمل نہیں کریں گے) بلکہ یوں کہو:

«سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ»

”سنا ہم نے اور مان لیا۔ بخش دے ہم کو اے ہمارے مالک! تیری ہی طرف ہم کو جانا ہے۔““ یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا:

«سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ»

”سنا ہم نے اور مان لیا، بخش دے ہم کو مالک ہمارے! تیری ہی طرف ہم کو جانا ہے۔“ جب لوگوں نے یہ کہا اور اپنی زبانوں سے نکالا۔ اس کے بعد ہی یہ آیت اتری:

((آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ))

(البقرة:285)

اخیر تک یعنی ”ایمان لایا رسول اس پر جو اترا اس کی طرف اس کے مالک کے پاس سے اور ایمان لائے مومن بھی، سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ہم ایسا نہیں کرتے کہ ایک رسول کو مانیں اور ایک کو نہ مانیں (جیسے یہود اور نصاریٰ نے کیا) اور کہا انہوں نے ہم نے سنا اور مان لیا، بخش دے ہم کو اے ہمارے مالک تیرے ہی پاس ہم کو جانا ہے۔“ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے (اپنے فضل اور

کرم سے) اس آیت کو (یعنی
((وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ))
کو منسوخ کر دیا اور یہ آیت اتاری:
((لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا))
"اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت کے موافق کسی کو اسی کی نیکیاں کام آئیں۔ اور اس پر اس کی برائیوں کا بوجھ ہو گا۔ اے ہمارے مالک! مت پکڑ ہم کو اگر ہم بھول یا چوک جائیں۔" مالک نے فرمایا: اچھا۔
((رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا))
"اے ہمارے مالک! مت لاد ہم پر ایسا بوجھ جیسے لادا تھا تو نے اگلوں پر (یہود پر پھر ان سے نہ ہو سکا۔ انہوں نے نافرمانی کی)"۔ مالک نے فرمایا: اچھا۔
((رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ))
مالک نے فرمایا: اچھا۔
((وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ))
"اور معاف کر دے ہماری خطائیں اور بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے مدد کر ہماری ان لوگوں پر جو کافر ہیں"۔ پروردگار نے فرمایا: اچھا۔
(صحیح مسلم:125)

مذکورہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ انجانے میں کی گئی خطائیں اور غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں اور خواتیم سورۃ البقرۃ میں امت کے لیے ہمدردی اور رحمت کا پیغام ہے، اس میں امت کے لیے سینے میں اٹھنے والے جو سوالات تھے اس کے تشفی بخش جوابات بھی ہے۔

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی خواتیم سورۃ البقرۃ مدینے میں نازل ہوئیں یعنی وہ زمین پر نازل ہوئیں۔

سوال:12

معراج کی رات کے بعض من گھڑت اور بے بنیاد باتیں اور واقعات جو آپ ﷺ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں؛ ان کی نشاندہی فرمائیے؟ تاکہ ہم ان سے بچ سکیں۔

جواب:12

واقعہ 1:

بعض قصہ گو حضرات فرماتے ہیں آپ ﷺ نے دیکھا کچھ عورتوں کو سروں کے بل لٹکایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ عورتیں جنہوں نے دنیا میں اپنے بالوں کو کھلا رکھا تھا۔

یہ من گھڑت بات ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

دراصل معراج کے واقعے کو بہت سارے لوگوں نے ڈرانے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اس میں اپنی طرف سے بہت ساری باتیں Add کرتے ہیں۔

قصہ گو واعظین اس کو اتنا بیان کیا کہ لوگ اسے سچ سمجھنے لگے ہیں ہمیں اس طرح کی باتیں بیان کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))

جو مجھ پر جھوٹ باندھے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(صحیح مسلم:3)

دراصل یہ بات "شعب الایمان" امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حدیث نمبر 6326 میں مذکور ہے علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ "ضعیف الجامع الصغیر" حدیث نمبر 1440 میں اس کو ضعیف کہا ہے۔

خواتین کو ڈرانے کے لیے ضروری نہیں کہ ہم جھوٹے قصوں کا سہارا لیں، جو خاتون بے پردہ ہو کر گھر کے باہر نکلتی ہے قرآن اور صحیح احادیث میں اسے پردہ کرنے حکم دیا گیا نہ کرنے کی صورت میں اس کے لئے کافی وعیدیں آئیں ہم انہیں بیان کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ الاحزاب سورۃ نمبر 33 کی آیت نمبر 59، فرمایا

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾

اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتیں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ الاحزاب:33/59)

سورۃ النور سورۃ نمبر 24 آیت نمبر 31 میں فرمایا:

﴿ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں، اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں۔ اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے، اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

(سورۃ النور:24/31)

اور حدیث میں ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قال: قال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو قسمیں ہیں دوزخیوں کی جن کو میں نے نہیں دیکھا: ایک تو وہ لوگ جن کے پاس کوڑے ہیں بیلوں کی دموں کی طرح کے لوگوں کو اس سے مارتے ہیں۔ دوسرے وہ عورتیں ہیں جو پہنتی ہیں مگر ننگی ہیں (یعنی ستر کے لائق اعضا کھلے ہیں ایسے باریک ہوتے ہیں جن میں سے بدن نظر آتا ہے تو گویا ننگی ہیں) سیدھی راہ سے بہکانے والی، خود بہکنے والی، ان کے سر بختی (ایک قسم ہے اونٹ کی) اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہیں وہ جنت میں نہ جائیں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی ان کو نہ ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دور سے آتی ہے۔

(صحیح مسلم:2128)

اس طرح کی آیات اور احادیث بیان کر کے انہیں نصیحت کریں من گھڑت باتوں کا سہارا نہ لیں۔

یہاں ضمنا ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ بعض اوقات خواتین اس معاملے میں اتنی شدت برتیں ہیں کہ گھر کے اندر بھی جہاں بے پردگی کا اندیشہ نہ ہو سر پر اوڑھنی اوڑھنے کا سخت اہتمام کرتی ہیں اور سر کھلا رکھنے کو عیب سمجھتی ہیں۔ اگر غیر محرم مرد نہ ہوں صرف عورتیں ہی ہوں تو وہاں سر کھلا رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے شریعت میں اس کی ممانعت نہیں ہے۔

واقعہ 2:

اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "صخرۃ البیت "یعنی بیت المقدِس کے پاس جو صخرۃ جو چٹان ہے وہ ہوا میں ہے۔

بات ایسی نہیں ہے دراصل بات یہ ہے کہ وہ صخرۃ البیت، بیت المقدِس کے پاس کی چٹان اوپر سے جڑی ہوئی ہے اور نیچے سے آپ کو جڑی ہوئی نظر نہیں آتی اس لیے ہمیں ایسا لگتا ہے جیسا کہ وہ ہوا میں ہے۔اس کا ایک اسکا حصہ دوسرے حصے سے ملا ہوا ہے لیکن ہمیں نیچے سے نظر نہیں آتا۔

واقعہ 3:

معراج کی رات کے من گھڑت باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ مَاشِطَةِ ابْنَةِ فِرْعَوْنَ یعنی فرعون کی بیٹی کی کنگی کرنے والی اور خیال رکھنے والی ایک عورت کی خوشبو نبی کریم ﷺ کو آئی۔

جب وہ اسلام قبول کی اور موسی پر ایمان لائی تو فرعون نے غصے میں آکر کہا کہ

موسی اور اس کے رب کا انکار کر ورنہ میں تجھے سزا دونگا تو اس نے انکار کر دیا تو فرعون سب اہل ایمان کو جلانے کا حکم دیا جب اس عورت باری آئی تو اس نے اپنے چھوٹے بچے کو دیکھ کر آگ میں کودنے سے تھوڑا تذبذب کا شکار ہوئی تو اس کے بچہ نے کہا کہ آگ میں کود جاؤ

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعیفۃ" میں حدیث نمبر 6400 میں اس پر تفصیلی گفتگو کرنے کے بعد اسے ضعیف کہا ہے اور "ضعیف الجامع الصغیر" حدیث نمبر 4772 میں بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن شیخ شیعیب الارناؤوط نے اس کو حسن کہا ہے۔

بعض کتابوں میں اور Net پر آج کل یہ واقعہ زیادہ گردش کر رہا ہے لیکن اہل علم نے اس کو قبول نہیں کیا۔

صحیح بخاری کی ایک روایت جس میں تین چھوٹے بچوں کا بچپن میں بات کرنے کا ذکر موجود ہے لیکن اس میں بھی اس واقعہ کا تذکرہ نہیں ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيسَى وَكَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ، يُقَالُ لَهُ: جُرَيْجٌ كَانَ يُصَلِّي جَاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ، فَقَالَ: أُجِيبُهَا أَوْ أُصَلِّي، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وُجُوهَ الْمُومِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ فَتَعَرَّضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ وَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالَتْ: مِنْجُرَيْجٍ فَأَتَوْهُ فَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ وَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ، فَقَالَ: مَنْ أَبُوكَ يَا

غُلَامُ، قَالَ: الرَّاعِي، قَالُوا: نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: لَا إِلَّا مِنْ طِينٍ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُو شَارَةٍ، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ اجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهُ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهَا يَمَصُّهُ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَصُّ إِصْبَعَهُ ثُمَّ مُرَّ بِأَمَةٍ، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هَذِهِ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: لِمَ ذَاكَ، فَقَالَ: الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَهَذِهِ الْأَمَةُ يَقُولُونَ سَرَقْتِ زَنَيْتِ وَلَمْ تَفْعَلْ))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”گود میں تین بچوں کے سوا اور کسی نے بات نہیں کی۔ اول عیسیٰ علیہ السلام (دوسرے کا واقعہ یہ ہے کہ) بنی اسرائیل میں ایک بزرگ تھے، نام جریج تھا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی ماں نے انہیں پکارا۔ انہوں نے۔ (اپنے دل میں) کہا کہ میں والدہ کا جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں؟ اس پر ان کی والدہ نے (غصہ ہو کر) بد دعا کی: اے اللہ! اس وقت تک اسے موت نہ آئے جب تک یہ زانیہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ جریج اپنے عبادت خانے میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے سامنے ایک فاحشہ عورت آئی اور ان سے بدکاری چاہی لیکن انہوں نے (اس کی خواہش پوری کرنے سے) انکار کیا۔ پھر ایک چرواہے کے

پاس آئی اور اسے اپنے اوپر قابو دے دیا اس سے ایک بچہ پیدا ہوا۔ اور اس نے ان پر یہ تہمت دھری کہ یہ جریج کا بچہ ہے۔ ان کی قوم کے لوگ آئے اور ان کا عبادت خانہ توڑ دیا، انہیں نیچے اتار کر لائے اور انہیں گالیاں دیں۔ پھر انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی، اس کے بعد بچے کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے؟ بچہ (اللہ کے حکم سے) بول پڑا کہ چرواہا ہے اس پر (ان کی قوم شرمندہ ہوئی اور) کہا ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے۔ لیکن انہوں نے کہا ہرگز نہیں، مٹی ہی کا بنے گا (تیسرا واقعہ) اور ایک بنی اسرائیل کی عورت تھی، اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ قریب سے ایک سوار نہایت عزت والا اور خوش پوش گزرا۔ اس عورت نے دعا کی: اے اللہ! میرے بچے کو بھی اسی جیسا بنا دے لیکن بچہ (اللہ کے حکم سے) بول پڑا کہ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر اس کے سینے سے لگ کر دودھ پینے لگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جیسے میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی چوس رہے ہیں (بچے کے دودھ پینے کی کیفیت بتلاتے وقت) پھر ایک باندی اس کے قریب سے لے جائی گئی (جسے اس کے مالک مار رہے تھے) تو اس عورت نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے پھر اس کا پستان چھوڑ دیا اور کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دے۔ اس عورت نے پوچھا۔ ایسا تو کیوں کہہ رہا ہے؟ بچے نے کہا کہ وہ سوار ظالموں میں سے ایک ظالم شخص تھا اور اس باندی سے لوگ کہہ رہے تھے کہ تم نے چوری کی اور زنا کیا حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

(صحیح البخاري:3436، صحیح مسلم:2550)

ان تینوں میں فرعون کی بیٹی کی کنگی کرنے والے اس خاتون کہ اس واقعے میں جس میں بچے نے بات کی ہے یہ بھی ذکر نہیں ہے۔

سورۃ البروج میں موجود قصہء اصحاب الاخدود میں ایک چھوٹے بچے نے ماں سے کہا کہ تم آگ میں کود جاؤ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

اور اسی طرح یوسف پر جب تہمت لگی تو ایک چھوٹے بچے نے گواہی دی تو وہ قصہ بھی صحیح روایات سے ثابت نہیں ہے۔

ایک اور بات جو قابلِ ردّ ہے وہ یہ کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ عرش سے بھی آگے چلے گئے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنے پیر کے نعل بھی نکال دیئے وہ سب من گھڑت باتیں ہیں اس سے اپنے آپ کو دور رکھنا چاہئے۔

خلاصہء کلام یہ ہے کہ معراج کی رات کے واقعات چونکہ عامۃ الناس کے پاس بہت زیادہ دلچسپی کا باعث بنے ہوئے ہیں تو اکثر لوگ اس میں لوگوں کو ڈرانے دھمکانے کے لیے من گھڑت حدیثیں زیادہ بیان کرتے ہیں۔ یہ غلط ہے قرآن اور صحیح احادیث میں جو چیزیں مذکور ہیں انہیں بیان کرنا چاہئے اور دین کے نام پر جو بھی چیز آتی ہے اسے Check کریں۔

سوال:13

اسراء اور معراج کی رات اللہ کے نبی ﷺ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو جو امامت کرائی آیا وہ عروجِ آسمان سے پہلے کرائی یا نزولِ آسمان کے بعد؟

جواب:13

اس سلسلے میں ہمیں اہلِ علم تین اقوال ملتے ہیں:

1) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دونوں کا امکان ہے۔یعنی عروجِ آسمان سے پہلے بھی اور نزولِ آسمان کے بعد بھی۔ اور اس پر کسی نے رد نہیں کیا۔

2) ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 289 فرماتے ہیں وَالْاَظْھَر یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عروج سے پہلے کا واقعہ ہے یعنی آسمان کی طرف جانے سے پہلے امامتِ انبیاء علیہم السلام کا واقعہ پیش آیا۔

3) ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ یہ نزول کے بعد ہی ہوا ہوگا کیونکہ جب آپ ﷺ آسمان کی طرف گئے تو انبیائے کرام علیہم السلام نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

اس کا مطلب یہ نکلا کہ آپ ﷺ نزولِ آسمان کے بعد ہی انبیاء علیہ السلام کی امامت کرائی اگر آپ پہلے ہی کرائی ہوتی تو کوئی بھی نبی یہ نہیں پوچھتا کہ یہ کون ہے؟

بہرِ کیف اس سلسلے میں علمائے کرام تین اقوال وآراء تھے میں نے انہیں آپ کے سامنے رکھ دیا۔

سوال:14

اللہ کے نبی ﷺ نے انبیائے کرام علیہم السلام سے جو ملاقات کی ان کے روحوں سے کی یا ان اجسام سے؟

جواب:14

ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے انبیاء کی روحوں سے ملاقات کی سوائے ابن مریم علیہما السلام کے آپ ﷺ نے ان سے جسم اور روح کے ساتھ ملاقات کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان میں زندہ جسم سمیت اٹھالیا اور آپ قربِ قیامت دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسی ہی بات کہی کہ سارے انبیائے کرام علیہم السلام کی روحوں سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی سوائے ابن مریم علیہما السلام کے ان سے جسم اور روح کے ساتھ آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی۔

سوال:15

اسراء و معراج کے وقت نبی ﷺ کے حالات اور Background کیا تھا؟

جواب:15

- معراج کا واقعہ پیش آنے سے پہلے نبی ﷺ کو پے در پے لگاتار غموں اور دکھوں کا سامنا کرنا پڑا مثال کے طور پر کفارِ قریش نے آپ ﷺ کا آپ کے خاندان والوں مدد کی کرنے والوں اور آپ پر ایمان لانے والوں کا شعبِ ابی طالب میں Boycott کیا۔ آپ

ﷺ بعض محدثین کے قول کے مطابق دو سال اور ابن حجر رحمہ اللہ اور اکثر محدثین کے قول کے مطابق تین سال تک شعبِ ابی طالب میں رہے، آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں کفارِ قریش نے اعلان کر دیا کہ کوئی ان سے تجارت لین دین وغیرہ نہیں کرے گا اس سے انہیں کافی تکلیفیں اٹھانی پڑیں بھوک لگنے پر پتے اور جانوروں کے چمڑے کھانا پڑا کوئی Support کرنے والا نہیں تھا آخر کار اللہ تعالیٰ کی مدد سے تین سال بعد یہ مقاطعہ Boycott ختم ہوا۔

- ابھی اس تکلیف سے نکل بھی نہیں پائے تھے کہ اس کے کچھ دنوں کے بعد حضرتِ خدیجہ کی وفات ہوئی۔
- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے کچھ دنوں بعد Big Supporter خوب ساتھ دینے والے آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب کی وفات ہوئی۔ ان دو بڑی ہستیوں کے وفات سے آپ ﷺ بہت غم زدہ ہو گئے یہاں تک مؤرخین نے اس سال کا نام ہی "عام الحزن "یعنی غم کا سال پڑ گیا۔

نوٹ: یہاں ایک بات ذہن نشین کرنا چاہئے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا اور ابو طالب کی وفات سے آپ ﷺ انسان ہونے کے ناطے بہت زیادہ غم زدہ ہوئے لیکن اس سال عام الحزن کہنا نبی ﷺ صحابہ کرام، تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور نہ ہی کبار ائمہ سے ثابت ہے یہ بعد کی پیداوار ہے۔

شیخ محمد بن عبد اللہ العوشن نے اپنی کتاب میں مَاشَاع لَمْ يُثْبُت اور اسی طرح دیگر محدثین نے بھی کہا کہ اس سال کو عام الحزن کہنا صحیح روایات سے ثابت نہیں ہے۔

اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ کو طائف کے سفر میں کافی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

❖ ان حالات میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ڈھارس بندھانے اور تسلی دینے کے لیے آپ ﷺ کو اسراء و معراج کرائی گئی آپ ﷺ کو آسمان میں لے جایا گیا بڑی بڑی نشانیاں اور معجزات دکھایئے گئے۔

اللہ کے نبی ﷺ اللہ پر ایمان، بھروسہ، توکل، اور محبت کی خاطر ان ساری تکالیف کی برداشت کیا اتنی تکالیف کے باوجود آپ کے پائے ثبات میں کوئی کمی نہیں آئی، آپ حق پر ڈٹے رہے اور لوگوں اس کی طرف دعوت دیتے رہے اسی لئے آپ کا اولوالعزم انبیاء میں سے ہوتا ہے۔

اسراء و معراج کے واقعہ میں کفار قریش کے لیےwarning یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے قیادت کی تبدیلی کا اعلان تھا یعنی قیادت و امامت بنو اسحاق سے بنو اسماعیل میں منتقل ہو رہی ہے آپ ﷺ کا تمام انبیاء کی قیادت کرنا اس بات کی علامت آپ سارے انبیاء کے سردار ہیں آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کا دین قیامت کے لئے ہے اگر کوئی یہودی یا عیسائی یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو مانتا ہوں لیکن محمد ﷺ کو نہیں مانتا تو اسے نجات نہیں ہوگی۔

لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ کے ساتھ مُحَمَّد رَّسُولُ اللَّه کا اقرار کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے نبی کا اتباع ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي﴾

اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو

میری اتباع کرو۔

(ال عمران:3/ 31)

- لہذا اسراء و معراج آپ ﷺ کی تثبیت، استقامت تکریم کے لئے بہت اہم تھا۔

سوال:16

وہ تاریخ، مہینہ اور دن کونسا ہے کہ جس میں اللہ کے نبی ﷺ کو اسراء اور معراج کروائی گئی؟ اور شب معراج منانا کیسا ہے؟

جواب:16

کئی لوگ شبِ معراج منانے کے لئے تاریخ جاننا چاہتے ہیں جبکہ شریعت میں شبِ معراج منانے کا کوئی Concept ہے ہی نہیں۔ اس کی سادہ سی وجہ یہ ہے کہ اسراء و معراج کی تاریخ کے تعلق سے ہمیں تقریبا گیارہ اقوال ملتے ہیں۔

تاریخ کی تعین میں اتنا شدید اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں اس طرح کوئی ایسا Celebration نہیں تھا اگر کوئی چیز ہوتی تو اس پر کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پہ اگر آپ کسی سے پوچھیں گے "لیلۃ القدر" کب ہے تو سب کہیں کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک میں اور رمضان کے آخری عشرے کے طاق راتوں 21،23،25،27،29 میں ہے کیونکہ اس کا ثبوت ہے اور یہ واضح بھی ہے کہ لوگ اس کو Practice عمل بھی کر رہے ہیں لیکن شبِ معراج کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔

"ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری" نے سال کے پورے بارہ مہینے بھی گنوا دیئے۔
علمائے کرام نے کہا کہ اس کے سال مہینے اور تاریخ میں بھی اختلاف ہے۔
آپ حتمی طور پر آپ فیصلہ نہیں کرسکتے کہ 27/رجب کو یہ واقعہ پیش آیا لہٰذا شبِ معراج منانا غلط ہے۔
میں آپ کے سامنے تمام اقوال پیش کرتا ہوں جس میں آپ دیکھیں گے اس سے نہ دن کا تعین کرسکتے ہیں اور نہ مہینہ کا:

1) پہلا قول یہ ہے کہ ہجرت سے چھ ماہ قبل یہ واقعہ پیش آیا۔
2) دوسرا قول یہ ہے کہ ہجرت سے نو مہینے قبل یہ واقعہ پیش آیا۔
3) تیسرا قول یہ ہے کہ محرم میں یہ واقعہ پیش آیا۔
4) چوتھا قول یہ کہ ربیع الاول میں یہ واقعہ پیش آیا۔
5) پانچواں قول یہ کہ ربیع الاول یا ربیع الثانی کہہ دیتے ہیں۔
6) چھٹواں قول یہ کہ رجب میں یہ واقعہ پیش آیا۔
7) ساتواں قول یہ کہ رمضان المبارک میں یہ واقعہ پیش آیا۔
8) آٹھواں قول یہ کہ شوال میں یہ واقعہ پیش آیا۔
9) نواں قول یہ کہ ذوالقعدۃ میں یہ واقعہ پیش آیا۔

- ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ربیع الاول میں۔
- امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ربیع الاول میں پیش آیا۔
- اور اسی طریقے ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں کہا کہ "اوائل البعث "بعثت کے اوائل میں یہ واقعہ پیش آیا ہوگا۔

- ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعثت کے دس سال بعد پیش آیا۔
- امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بروایتِ سنن البیہقی کہتے ہیں ہجرت سے ایک مہینہ پہلے ربیع الاول میں یہ واقعہ پیش آیا۔
- اسماعیل السدی رحمۃ اللہ علیہ بروایت مستدرک الحاکم کہتے ہیں ہجرت سے چھ ماہ پہلے ذوالقعدہ میں یہ واقعہ پیش آیا۔
- حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے جس کے اندر وہ ربیع الاول لکھتے ہیں اور روایت میں لکھتے ہیں 27 / رجب کو یہ واقعہ پیش آیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے Authentic نہیں ہے۔

اب مورخین میں سے آخیر میں یہ بات کہی کہ طائف سے لوٹنے کے فوراً بعد یہ واقعہ پیش آیا۔

بعض کہتے ہیں کہ دس نبوت ہجرت سے تین سال پہلے جس وقت اللہ کے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی عمر اس وقت 50 سال کی تھی یہ ذوالقعدہ یا ذوالحجۃ میں یہ Possible ہے۔

بہر کیف تاریخ کے تعین میں اس شدید اختلاف یہ ثابت ہوا کہ شب معراج اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

سوال: 17

کیا اسراء و معراج کا واقعہ ایک مرتبہ پیش آیا، یا دو مرتبہ ؟"

جواب: 17

تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایک مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا۔

البتہ خواب میں اللہ کے نبی ﷺ کو اسراء اور معراج جیسے بہت سارے مناظر وقتاً فوقتاً دیکھائے گئے۔

اللہ کے نبی ﷺ کو بیداری کی حالت میں جسم اور روح کے ساتھ دس نبوت کو جو اسراء و معراج کرائی گئی اگر کوئی یہ کہے کہ اس کا تعلق خواب سے تھا تو وہ صریح غلطی پر ہے ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ﴾

پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو رات میں لے گیا۔

(الاسراء:1)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ لفظ عبد استعمال کیا ہے اور عبد کا اطلاق جسم اور روح کے مجموعہ پر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسراء و معراج کا ذکر تین مقامات پر کیا ہے سورۃ بنی اسرائیل سورۃ نمبر 17 آیت نمبر 1،سورۃ بنی اسرائیل سورۃ نمبر 17 آیت نمبر 60،سورۃ النجم سورۃ نمبر 53 آیت نمبر 6 تا 18

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ واقعہ مفصل مذکور ہے اور امام بخاری نے باقاعدہ صحیح بخاری میں باب المعراج نامی ایک باب باندھا ہے اور اس کے علاوہ بہت ساری احادیث کی کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔

سوال:18

کیا اسراء و معراج کی سیر کرانے سے قبل شقِ صدر کا واقعہ پیش آیا؟

جواب:18

یہ بات ثابت ہے کہ اسراء و معراج سے قبل نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ شق صدر کا واقعہ پیش آیا۔ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

((فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَفَرَجَ صَدْرِي، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي، ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ))

”میرے گھر کی چھت کھولی گئی۔ میرا قیام ان دنوں مکہ میں تھا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام اترے اور میرا سینہ چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا، اسے میرے سینے میں انڈیل دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف لے کر چلے۔

(صحیح البخاري::3342، صحیح مسلم:163)

سوال:19

اسراء و معراج کے سفر کی کیفیت کیا تھی؟

جواب:19

1۔ پہلی بات یہ کہ اسراء و معراج رات میں کرایا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے، اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے۔

(سورۃ الاسراء:1)

اور بعض روایتوں میں "أَتَمَ" کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی تھی یعنی کہ خوب رات ہو چکی تھی۔

بہر کیف اسراء و معراج رات میں کرائی گئی۔

2۔ اور اس کے لئے جو سواری استعمال کی گئی اس کا نام براق ہے۔

3۔ زمینی (اسراء) کے سفر کے دوران اللہ کے نبی ﷺ نے موسیٰ کو قبر میں دیکھا کہ وہ نماز کی حالت میں تھے۔

صحیح مسلم میں ہے:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَتَيْتُ، وَفِي رِوَايَةِ هَدَّابٍ: " مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس رات مجھے معراج ہوا میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر سے گزرا، لال لمبی ریت کے پاس دیکھا تو وہ کھڑے ہوئے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔

(صحیح مسلم:2375)

4۔ سفر کے شروع میں نبی ﷺ کو مشروب پیش کیا گیا۔

((أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيْلَيَاء بِقَدْحَيْنِ مِنْ خَمرٍ وَّلَبَن))

اللہ کے نبی ﷺ کے لئے اسراء کی رات ایلیاء میں (یہ فلسطین کا پرانا نام ہے) دو پیالے لائے گئے ایک میں شراب اور ایک میں دودھ تھا۔

((فَنظَرَ إِلَيْهِمَا))

اللہ کے نبی ﷺ دونوں کی طرف دیکھے۔

((فأخَذتُ اللَّبَنَ))

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔

((فَقَالَ جِبْرِيلُ))

تو جبریل علیہ السلام نے کہا۔

((الحَمْدُ لِلَّهِ الذي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ))

تمام اچھی تعریفیں اس اللہ تعالی کے لئے جس نے آپ ﷺ کو فطرت کی طرف رہنمائی کی۔

((وَلَوْ أخَذْتَ الخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ))

اگر آپ ﷺ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپ کی امت بھٹک جاتی۔

(صحيح البخاري:4709، صحيح مسلم:168)

سوال:20

بیت المقدس سے آسمان کا سفر کیسا تھا؛ وہاں آپ نے کیا کیا دیکھا اور کس کس سے ملاقات کی؟

جواب:20

اس سلسلے میں پہلی بات جو ذہن میں رکھنے یہ ہے کہ آپ ﷺ بیت المقدس سے آسمان کا سفر براق کے ذریعہ نہیں کیا بلکہ معراج کے ذریعہ کیا ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 208 میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ " دلائل النبوۃ "کتاب جلد نمبر 2 صفحہ

نمبر 390 اور 391 میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں ثُمَّ أُتِيتُ بِالْمِعْرَاجِ یعنی میری پاس معراج لائی گئی۔

ابن حجر رحمہ اللہ اس کو Authentic کہا:

معراج "مِفْعَالٌ" کے وزن پر اسم آلہ ہے جیسے مفتاح (چابی) اس کا مطلب اوپر کی طرف لے جانے والا ایک آلہ۔ اس میں بلندی کی طرف جانا اور اسمِ آلہ دونوں معنی پائے جاتے ہیں۔

یہ لفظ سورۃ المعارج بلند کی طرف جانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ))

جس کی طرف فرشتے اور روح چڑھتے ہیں ایک دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔

(المعارج:70/4)

بہر کیف اللہ کے نبی ﷺ اپنا سفر معراج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((فَانْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ))

جبریل علیہ السلام مجھے لے گئے۔

((حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا))

یہاں تک کہ دنیاوی آسمان کے پاس آئے۔

((فَاسْتَفْتَحَ))

کھولنے کے لئے کہا گیا۔

علمائے کرام نے اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ آسمان پر مضبوط دروازے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا آسمان کو محفوظ چھت بھی ہم نے ہی بنایا ہے۔

(الانبیاء:21/32)

اس کی مزید تفصلات اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں

((فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ: جِبْرِيلُ))

پھر کہا گیا کہ کون ہے؟ تو جبریل نے کہا کہ میں جبریل ہوں۔

((قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ ؟))

پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟

((قَالَ مُحَمَّدٌ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں تو اس کے بعد فرشتہ کہہ تا ہے۔

((وَقَدْ أُرْسِلَ اليه))

کیا انہیں لانے کے لئے تمہیں بھیجا گیا ہے۔

اس کا مطلب یہ نکلا کہ فرشتوں کو بھی غیب کا علم نہیں ہے، عالم الغیب صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اللہ کے نبی ﷺ کو غیب کا علم نہیں تھا مگر جتنا اللہ تعالیٰ بتائے۔ یہی وجہ ہے

کہ عبد اللہ بن ابی نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا الزام لگایا جس کی وجہ آپ ﷺ تقریبا ایک ماہ تک پریشان تھے اگر آپ کو غیب کا علم ہوتا تو آپ پریشان نہ ہوتے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے زبانی فرمایا:

﴿ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴾

آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔

(سورۃ الاعراف:7/188)

قَالَ: نَعَمْ

جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں

قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ

فرشتہ نے "مَرْحَبًا بِهِ" کہا یعنی وہ اللہ کے نبی ﷺ کا خوشی کے ساتھ استقبال کیا اور کہا۔

فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ

کتنا اچھا ہے آنے والا

فَإِذَا فِيهَا آدَمُ

وہاں (پہلے آسمان میں) آدم نظر آئے

مَرْحَبًا بِالابْنِ الصَّالِحِ

اور آدم فوراً کہا اے نیک بیٹے "مَرْحَبَا، مَرْحَبَا"

ثُمَّ صَعِدَ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ

پھر اس کے بعد دوسرے آسمان کی طرف آئے

فَلَمَّا خَلَصْتُ، إِذَا يَحْيَى وَعِيسَى، وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ

تو جب میں وہاں پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ دوسرے آسمان پر یحییٰ اور عیسیٰ ہیں وہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زندہ آسمان میں اٹھالیا ممکن ہے تو بہت قریبی آسمان میں اس لئے رکھا گیا تا کہ قیامت کے قریب اترنا آسان ہو۔

وہاں پر بھی "مَرْحَبَا، مَرْحَبَا" کہہ کر استقبال کیا گیا، تیسرے آسمان پر اللہ کے نبی یوسف سے ملاقات ہوئی جن کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ:

أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو حُسن کا ایک بڑا حصہ عطا کیا۔

(صحیح الجامع:1062، التخریج: جزء من حدیث أخرجه مسلم (162) باختلاف یسیر، وأحمد (14082) واللفظ له)

یوسف علیہ السلام کو دنیا کی آدھی خوبصورتی دئ گئ لیکن محمد ﷺ کی دنیا کی مکمل خوبصورتی دی گئی۔

پھر چوتھے آسمان پر ادریس سے۔

پھر جب پانچویں پر ہارون سے۔

چھٹویں موسیٰ۔سے ملاقات ہوئی۔

ساتویں پر ابراہیم،سے ملاقات ہوئی۔

(صحیح البخاري:3887)

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں پر ابراہیم سے تھوڑی گفتگو ہوئی ابراہیم نے کہا کہ اے محمد ﷺ اپنی امت کو کہہ دو کہ جنت ایک میدان کی طرح ہے یہاں پر آنے سے پہلے بہترین باغات اور درخت اگانے: لَا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلّا بِاللّٰهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ پڑھیں

اس کو ،"السلسلة الصحيحة" میں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نمبر105 میں جلد نمبر1،اشیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو Authentic کہااسی طرح "التعليقات الحسان" جلد نمبر2 صفحہ نمبر205 میں اس کوAuthentic کہا۔

پھر آپ نے فرمایا:

ثُمَّ رُفِعَتْ الِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى

پھر میرے سامنے سدرۃ المنتہیٰ پیش کی گئی

سدرۃ المنتہیٰ کے بارے میں اہل علم کہتے ہیں کہ یہ ایک بیر کا درخت ہے دیکھنے میں

بڑا خوش نما ہے بعض اہل علم کہتے ہیں کہ یہ بیر کا نہیں الگ قسم کا درخت ہے واللہ اعلم۔

فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلاَلِ هَجَرَ

اس کے پھل مقام حجر کے مٹکوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے۔

حجر ایک مقام ہے، کسی نے کہا بحرین میں ہے، کسی نے کہا وہ یمن میں ہے، کسی نے کہا کہ مدینہ کے کچھ فاصلہ پر ہے، بہر حال حجر ایک علاقے کا نام ہے

وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ

اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کان کی طرح تھے۔

اس درخت کی خوبصورتی زیب و زینت آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی امت کو بتائی۔ صحیح مسلم حدیث نمبر 173 میں ہے

فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ

پتنگے سونے کے۔

(صحیح مسلم:173)

هَذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى

جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

دوسری روایت میں ہے

((حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الأَقْلَامِ))

پھر میں چڑھایا گیا ایک ہموار بلند مقام پر، وہاں میں سنتا تھا قلموں کی آواز۔

(صحیح مسلم:163)

وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ

کہ مجھے چار نہریں دکھائی دیں۔

نَهْرَانِ بَاطِنَانِ

چھپی ہوئی دو نہریں۔

وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ

اور دو ظاہری نہریں۔

الْبَاطِنَانِ، فَنَهَرَانِ فِي الْجَنَّةِ

دو باطن نہریں یہ جنت کی نہریں ہیں۔

وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ

اور دو ظاہر نہریں وہ نیل اور فرات ہیں۔

"جیہان اور سیہان" جو چین کے بارڈر پر پائی جاتی ہیں بعض اہل علم کے مطابق یہی نیل اور فرات ہیں۔

ثُمَّ رُفِعَ لِي الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ

پھر میرے سامنے بیت المعمور کو لایا گیا۔

وَفِي رِوَايَةٍ

ایک اور روایت میں ہے کہ

وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ

اور اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پھر کبھی نہیں آتے قیامت تک

(صحیح الجامع:2891|وأخرجه مسلم(162)مطولا)

مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم بیت المعمور کو پیٹھ لگائے ہوئے ہیں:

إِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ

میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے اپنی پیٹھ کا بیت المعمور کی طرف۔

(صحیح مسلم:162)

مسلم کی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا

ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ

مجھے تین پیالے پیش کئے گئے ایک شراب ایک دودھ کا اور ایک شہد کا۔

فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ

میں نے دودھ کا پیالہ لیا۔

اس کا مطلب دودھ سے انسان کا بڑا گہرا تعلق ہے بچپن میں بچے کی غذا ہی دودھ پر ہوتی ہے اور ہمیں چاہئے کہ دودھ کا اہتمام کریں۔

دودھ کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاشربۃ میں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں دودھ پینے کے تعلق سے ایک باب باندھا کر اس کا خاص کر ذکر کیا ہے۔

ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ

پھر اس کے بعد مجھ پر دن میں نمازیں فرض کی گئی 50 نمازیں فَرَجَعْتُ پھر میں لوٹ گیا

فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى

واپسی میں موسی علیہ السلام پر سے گزر ہوا

فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ

موسی علیہ السلام نے پوچھا کس چیز کا آپ کو حکم ملا؟

قَالَ أُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دن میں 50 نمازیں پڑھنے کا حکم ملا ہے

قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ

موسی علیہ السلام نے کہا بیشک آپکی امت دن میں 50 نمازیں نہیں پڑھ سکتی

قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ

میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے لوگوں پر تجربہ کر چکا ہوں

اس کا مطلب یہ نکلا کہ تجربہ کی بڑی اہمیت ہے،

بعض روایتوں میں ہے کہ پانچ پانچ نمازیں کم ہوتی رہیں اور بعض روایتوں میں ہے کہ دس دس نمازیں کم ہوتی رہیں بہر حال آخر میں جب پانچ نمازیں باقی رہ گئیں

سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا میں بار بار واپس جاتا رہا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے پوچھتا

رہا یہاں تک مجھے شرم آگئی

اس سے کیا پتہ چلا کہ اللہ کی ذات ہر جگہ نہیں ہے بلکہ عرش پر مستوی ہیں

کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پاس بار بار آنا جانا رہا۔

وَلَكِنْ أَرْضَى وَأُسَلِّمُ

اب میں اس پر راضی ہو گیا جاتا ہوں اور

فَلَمَّا جَاوَزْتُ

اور جب میں آگے گزرا تو

نَادَى مُنَادٍ

پکارنے والے نے پکارا (اللہ تعالی نے فرمایا)

أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي

میرا فرض ویسے ہی باقی رہے گا اور میں نے میرے بندے سے تخفیف کر دی

یعنی نمازیں پانچ ہی فرض ہیں لیکن ثواب 50 نمازوں کا دیا جائے گا۔

(صحیح البخاري:3887)

مزید تفصیلات کے صحیح بخاری حدیث نمبر، 3887، 3674 کا مطالعہ کریں۔

❖ جنت کے بارے میں کچھ تفصیلات بتائی گئی ہیں۔

صحیح بخاری حدیث نمبر 3342، صحیح مسلم حدیث نمبر 163، میں ہے اللہ کے نبی ﷺ نے جنت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

فَإِذَا فِيهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤَ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ

اس میں موتیوں کے گنبد تھے اور مٹی اس کی مشک تھی

اللہ کے نبی ﷺ دوسری روایت میں جنت کی چیزوں کے بارے میں فرمایا:

مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ

کسی آنکھ نے نہیں دیکھا

وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ

کسی کان نے نہیں سنا

وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ

نہ کسی دل نے خیال کیا یعنی اس طرح کے چیزوں کے بارے میں تصور کرنا بھی مشکل ہے

أخرجه البخاري (7498)، ومسلم (2824)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح کی احادیث سے استدلال کیا کہ جنت اور جہنم پیدا کی جا چکی ہیں

معراج کی رات آپ ﷺ کو نہرِ کوثر بھی دکھائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا:

﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾

یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے (الکوثر:108 / 1)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو کوثر دینے کا وعدہ کیا یہ وہی حوضِ کوثر ہے لیکن آپ ﷺ معراج کی رات نہرِ کوثر کا دیدار کیا؟ کیا نہرِ کوثر اور حوضِ کوثر دونوں ایک ہی چیزیں ہیں یا الگ الگ دو چیزیں ہیں؟

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں حوضِ کوثر کا ذکر ہے اور بعض میں نہرِ کوثر کا۔

حوضِ کوثر نہرِ کوثر کا ایک حصہ ہے نہرِ کوثر کی نہر ہی حوضِ کوثر میں جا گرتی ہے۔ دونوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کو جنت میں حضرت رمیصاء رضی اللہ عنھا حضرت عمر کا محل دیکھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ سنی۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشَفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟، فَقَالَ: هَذَا بِلَالٌ وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟، فَقَالَ لِعُمَرَ: فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ، فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ))

میں (خواب میں) جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں، لیکن مجھے عمر کی غیرت یاد آئی (اور اس لیے اندر داخل نہیں ہوا) اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

(صحیح البخاري:3679)

آپ ﷺ جہنم کے مناظر کا مشاہدہ کیا السلسلۃ الصحیحۃ" حدیث نمبر 532، اور سنن ابی داؤد حدیث نمبر 4878 میں ہے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو Authentic کہا آپ ﷺ نے فرمایا:

مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌمِنْ نُحَاسٍ

کہ میں گزرا ایک قوم کے پاس سے گزرا ان کے پیتل لمبے ناخن تھے

يَخْمُشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ

جس وہ اپنے چہروں کو اور اپنے سینوں کو نوچ رہے تھے

فقُلْتُ : مَنْ هٰؤُلَاءِ يَاجِبْرِيْلُ ؟

میں نے پوچھا: اے جبریل (علیہ السلام) کون لوگ ہیں؟

قَالَ:هٰؤُلَاءِ الذِيْنَ يَأكُلُوْنَ لُحُومَ النَّاسِ

کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے یعنی لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے

وَيَقعُوْنَ فِي أَعْرَاضِهِمْ

اور یہ لوگوں کی عزتیں اچھالتے تھے۔

(صحيح أبي داود:4878)

غیبت چغل خوری اور اسی طرح Slandering اِدھر کی بات اُدھر کی بات ادھر لگانا ٹوہ میں لگنا، لوگوں کی عزت کے ساتھ کھلواڑ کرنا یہ سب بری عادتیں ہیں اس سے جہنم میں عذاب ہوگا ہمیں ان ساری چیزوں سے بچنا چاہئے۔

ASK ISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

اسی طرح "التعلیقات الحسان" جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 183 میں ہے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو Authentic کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي

جس رات مجھے لے جایا گیا اس وقت پر میں نے دیکھا

رِجَالًا

کچھ لوگوں کو

تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ

جو اپنے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹ رہے تھے

قلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ

میں نے پوچھا: یہ کون ہیں اے جبریل

قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ

آپ کی امت کے یہ وہ خطباء ہیں

يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ

جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے

وِيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ

اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے

وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا يَعْقِلُوْنَ

وہ تو کتاب پڑھتے ہیں کیا وہ عقل نہیں رکھتے؟

(صحیح الترغیب:2327)

ہمیں ہمیشہ چوکنا رہنا چاہئے کہ ہم دین کو سمجھیں، لوگوں تک پہنچائیں اور ساتھ ہی اس پر عمل بھی کریں۔

"السلسلۃ الصحیحۃ" حدیث نمبر 2289 میں ہے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو Authentic کہا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

مررتُ بجبريلَ ليلةَ أُسْرِيَ بي بالملأِ الأعلى

میں جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اسراء کی رات ملاء اعلی پر سے گزرا اور جبرئل علیہ السلام (جن کے 600 پر ہیں) وہ

كَالْحِلْسِ الْبَالِي مِنْ خَشْيَةِ اللهِ

وہ اللہ کے ڈر سے کمزور گرے ہوئے پٹنگ (بودے کپڑے) کی مانند پڑے تھے۔

اسی سفر میں حجامہ کے تعلق سے کچھ باتیں بھی بتائی گئیں۔

سوال: 21

نبی ﷺ کی معراج کے سفر سے واپسی پر کیا معاملہ پیش آیا؟

جواب: 21

بعض روایتوں کے مطابق آپ ﷺ آسمان سے لوٹنے کے بعد انبیاء علیہ السلام کی امامت کی۔ اس سلسلے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ امامتِ انبیاء کا واقعہ معراج سے پہلے

پیش آیا یا بعد میں ؟ اس کی تفصیلات گزر چکی ہیں۔ ہمیں راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ معراج سے واپسی کے بعد پیش آیا (واللہ اعلم باثواب)

اگر کوئی اس بارے میں دوسری رائے بھی رکھتا ہے تو یقیناً اس میں گنجائش ہے۔

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا سارے انبیاء کی امامت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ امتِ محمدیہ کا قیادت کا دور آگیا آپ کی شریعت قیامت کے لئے ہے اگر عیسیٰ قربِ قیامت قیامت کی نشانی بن کر جب دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ بھی اللہ کے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے امتی بن کر آئیں گے۔

صحیح مسلم حدیث نمبر 172 میں ہے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

((لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ، وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ، فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا، فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ، قَالَ: فَرَفَعَهُ اللَّهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ، إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ، وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الأَنْبِيَاءِ، فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي، فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ، كَأَنَّهُ مِنَ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام، قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ "، وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام، قَائِمٌ يُصَلِّي أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ، فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ، قَالَ قَائِلٌ: يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَالِكٌ صَاحِبُ

النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ، فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ))

میں نے اپنے تئیں دیکھا حطیم میں اور قریش مجھ سے میری سیر کا حال پوچھ رہے تھے (یعنی معراج کا) تو انہوں نے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں، جن کو میں بیان نہ کر سکا مجھے بڑا رنج ہوا ایسا رنج کبھی نہیں ہوا تھا پھر اللہ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا میں اس کو دیکھنے لگا اب جو بات وہ پوچھتے تھے میں بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے تئیں پیغمبروں کی جماعت میں پایا دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، وہ ایک شخص میں میانہ تن و توش کے اور گھٹے ہوئے جسم کے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہیں اور دیکھا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھی، وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ ان کے میں عروہ ابن مسعود ثقفی کو پاتا ہوں اور دیکھا تو ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ ان کے تمہارے صاحب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو فرمایا پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے امامت کی (اور سب پیغمبروں علیہم السلام نے میرے پیچھے نماز پڑھی) جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مالک ہے جہنم کا داروغہ اس کو سلام کیجئیے۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے خود پہلے سلام کیا۔

(صحیح مسلم:172)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ آپ ﷺ کی ملاقات جہنم کے داروغہ فرشتہ سے نہیں ہوتی۔

بہر کیف کفارِ قریش کو جب یہ واقعہ سنایا تو وہ آپ کا استہزا کرنے لگے، ٹھٹا

اڑانے لگے جس کی تفصیلات "دلائل النبوۃ" جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 356 میں موجود ہیں " مستدرک الحاکم " حدیث نمبر 4407 میں ہے اسی روایت کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "السلسلۃ الصحیحۃ" حدیث نمبر 306 تحت ذکر کیا اور اس کو Authentic بھی کہا ہے حضرت عائشہ کی فرماتی ہیں کہ لوگ ابو بکر کے پاس آکر کہنے لگے کہ تمہارے ساتھی نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ، ایک ہی رات میں بیت المقدِس گئے اور وہاں سے ساتوں آسمان کی سیر کر کے دوبارہ مکہ آئے اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَئِنْ كَانَ قَالَ ذَلِكَ

اگر محمد ﷺ نے ایسا کہا ہے

لَقَدْ صَدَقَ

تو انہوں نے سچ کہا

کفار نے کہا کیا تم اس کو سچ مانتے ہو؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا

نَعَمْ

ہاں!

لَأُصَدِّقُهُ فِيمَا أَبْعَدَ مِنْ ذَلِكَ

میں تو اس سے بھی دور کی چیزوں مانتا ہوں

أُصَدِّقْهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ

میں صبح یا شام آنے والی آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہر دن صبح اور شام آسمان سے آنے والی وحی کو مانتا ہوں تو مجھے اس واقعہ کو ماننے میں کو حرج اور مشکل نہیں ہے۔ ایمان بالملائکۃ بہت اہم

ہے جو لوگ قرآن، تورات وانجیل کو مانتے ہیں انہیں اس کو واقعہ کو ماننے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہئے اس کا انکار کرنا گویا وحیِ الٰہی کے انکار کرنے کے مترادف ہے۔ منکرینِ حدیث اور عقل پرستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنا جائزہ لیں اور اپنی اصلاح کریں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

فَلِذَلِكَ سُمِيَّ أَبُوْ بَكَر الْصِدِّيْق

اسی وجہ سے آپ کا لقب صدیق پڑ گیا۔

(السلسلۃ الصحیحۃ:306)

صحیح بخاری حدیث نمبر 4710 میں صحیح مسلم حدیث نمبر 170 میں اس واقعہ کے بارے تفصیلی ذکر موجود ہے۔

((عن جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:" لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ، فَجَلَّى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ))

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قریش نے مجھ کو واقعہ معراج کے سلسلہ میں جھٹلایا تو میں (کعبہ کے) مقام حجر میں کھڑا ہوا تھا اور میرے سامنے پورا بیت المقدس کر دیا گیا تھا۔ میں اسے دیکھ دیکھ کر اس کی ایک ایک علامت بیان کرنے لگا۔

(أخرجه البخاري[4710]،ومسلم[170])

کفارِ قریش تجارت کے خاطر مختلف ممالک اور علاقوں جیسے یمن سریا وغیرہ کا سفر کیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ قریش میں فرمایا:

﴿ لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ[١] إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ﴾

قریش کے مانوس کرنے کے لئے[1](یعنی)انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے لئے۔(اس کے شکریہ میں)

(القریش:106/2-1)

انہوں نے اپنے ایک قافلہ کے بارے میں پوچھا جو بیت المقدس آرہا تھا۔ بیہقی کتاب[1]

---

[1] أضلوا بعيرا لهم قد جمعه فلان فسلمت عليهم . فقال بعضهم : هذا صوت محمد
ثم أتيت أصحابي قبل الصبح بمكة فأتاني أبو بكر فقال : يا رسول الله أين كنت الليلة ؟ فقد التمستك في مظانك ؟ فقال : علمت أني أتيت بيت المقدس الليلة ؟ فقال : يا رسول الله إنه مسيرة شهر فصفه لي
قال : ففتح لي صراط كأني أنظر إليه لا يسألني عن شيء إلا أنبأته به . فقال أبو بكر : أشهد أنك لرسول الله . فقال المشركون : انظروا إلى ابن أبي كبشة يزعم أنه أتى بيت المقدس الليلة
قال : فقال : إن من آية ما أقول لكم : أني مررت بعير لكم في مكان كذا وكذا وقد أضلوا بعيرا لهم فجمعه لهم فلان وأن مسيرهم ينزلون بكذا ثم كذا ويأتونكم يوم كذا وكذا يقدمهم جمل آدم عليه مسح أسود وغرارتان سوداوان)
فلما كان ذلك اليوم أشرف الناس ينظرون حين كان من قريبا من نصف النهار حتى أقبلت العير يقدمهم ذلك الجمل الذي وصفه رسول الله صلى الله عليه وسلم
[٦٨]
ذكره الحافظ ابن كثير من رواية ابن أبي حاتم في (تفسيره) والبيهقي وقال : (هذا إسناد صحيح وروي ذلك مفرقا من أحاديث غيره ونحن نذكر من ذلك إن شاء الله ما حضرنا)

"دلائل النبوۃ" (شیخ البانی نے قبول نہیں کیا تصحیح کو) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 365 میں شداد بن اوس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان کا جواب دیتے ہوئے فرمایا تمہارا جو قافلہ آرہاہے اس میں ایک اونٹنی گم ہوگئی تھی پھر بعد میں مل گئی آئے

يَقْدُمُهُمْ جَمَلٌ أَوْرَق

ایک بہت ہی خوبصورت اونٹنی ہے جو سب سے آگے آگے ہے

گیہوں کے رنگ والی ہے اور کفارِ قریش دوسرے دن ٹک ٹکی باندھے اس کے قافلہ کے انتظار میں تھے تو وہ قافلہ نمودار ہوا اور قافلہ کے آگے وہی اونٹنی تھی جس کے بارے میں آپ ﷺ نے بتایا تھا۔

اتمامِ حجت پوری ہوئی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی تصدیق ہوگئی حق واضح ہوگیا لیکن کفارِ قریش ایمان لانے کے بجائے اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔ اس روایت بہت سارے محدثین روایت کیاہے۔

قال ابن كثير :

(ثم ساق أحاديث كثيرة في الإسراء كالشاهد لهذا الحديث . . . ولا شك أن هذا الحديث مشتمل على أشياء منها ما هو صحيح كما ذكره البيهقي ومنها ما هو منكر كالصلاة في بيت لحم وسؤال الصديق عن نعت بيت المقدس وغير ذلك . والله أعلم)

قلت : وفي تصحيح البيهقي لإسناده نظر عندي - مع ما في متنه من النكارة - وذلك لأن مداره على إسحاق الزبيدي وهو مختلف فيه وبه أعله الهيثمي فقال (١ / ٧٤) :

(رواه البزار والطبراني في (الكبير) وفيه إسحاق بن إبراهيم بن العلاء وثقه يحيى بن معين وضعفه النسائي)

وقال الحافظ في (التقريب) :

(صدوق يهم كثيرا وأطلق محمد بن عوف أنه يكذب)

نوٹ: اسراء و معراج کی واپسی کے دوران اونٹنی کے تفصیلات پر محققین نے مزید تحقیق کی دعوت دی ہے

https://kulalsalafiyeen.com/vb/showthread.php?t=39072

بہر کیف ایک سمرۃ بن جندب کی روایت صحیح بخاری کے اندر ہے اس میں اسراء و معراج کی طرح بہت ساری چیزیں آپ ﷺ کو خواب میں دکھائی گئیں ہیں بعض لوگوں نے دونوں کو ملا دیا ہے حالانکہ دونوں الگ الگ ہیں۔

سوال:22

اسراء و معراج کے مقاصد کیا ہیں؟

جواب:22

معراج اور اسراء کے مقاصد درج ذیل ہیں:

- تکریم
- تسلی
- تعلیم الرسول وامتہ - امت اور رسول اللہ ﷺ کو تعلیم دینا
- ترسیخِ ایمان–ایمان بالغیب کو راسخ اور مضبوط کرنا
- آزمائش کو مکمل کرنا
- قیادت: یعنی قیادت بنو اسحاق سے نکل کر بنو اسماعیل یعنی محمد ﷺ میں منتقل ہونا اور آپ ﷺ قیامت تک کے لیے نبی ہیں تو لہذا ساری قوموں کو چاہیے

کہ آپ ﷺ کو نبی مان لیں یہود، نصاری اور کفار قریش کے لیے ہر ایک کے لئے کھلی رہنمائی اور ایک آخری warning بھی تھی

- ثبات قدمی اور استقامت
- فلسطین کی قدر و منزلت بتانا

سوال:23

نبی ﷺ کو ایک خواب میں کیا دکھایا گیا؟

جواب:23

صحیح بخاری میں حدیث نمبر 7047 میں اور صحیح مسلم اور مسند احمد بن حنبل میں حدیث نمبر 20106 میں ہے، تو حضرت سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں

كَانَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ لأَصْحَابِهِ

آپ ﷺ اکثر فجر کی نماز کے بعد اپنے صحابہ کرام سے پوچھتے تھے

هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا

کیا تم میں سے کسی نے آج خواب دیکھا ہے؟

اللہ کے نبی ﷺ اپنے صحابہ کرام سے خواب سنتے تھے اور اس کی تعبیر بیان کرتے تھے اور کبھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اے اللہ کے نبی ﷺ میں تعبیر بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں ایک مرتبہ آپ نے خواب کی تعبیر بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا

بعض حصہ کی صحیح تعبیر دی ہے اور بعض کی غلط۔

(أخرجه البخاري(7046)باختلاف يسير، مسلم(2269))

اس سے معلوم ہوا کہ امتی بھی خواب کی تعبیر بیان کر سکتے ہیں شرط یہ کہ وہ قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں ہو۔

صحیح بخاری ایک کتاب ہے جس کا نام کتاب الرؤیا ہے اس کو پڑھنے خوابوں کی تعبیر بہت سارے Points ملتے ہیں لیکن ایک ہی خواب شخصیتوں، حالات، Time، جگہ، اور Background کے اعتبار سے بدل جاتا ہے، اس میں ان ساری باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

لیکن ایک ہی خواب شخصیتوں کے اعتبار سے، حالات کے اعتبار سے، Time کے اعتبار سے، جگہ کے اعتبار سے، اور Background کے حساب سے بدل جاتا ہے، تو اس کا بھی خیال رکھنا چاہیئے لیکن ایک ہی خواب شخصیتوں کے اعتبار سے، حالات کے اعتبار سے، Time کے اعتبار سے، جگہ کے اعتبار سے، اور Background کے حساب سے بدل جاتا ہے، تو اس کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

بہر کیف راوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ

دو آنے والے میرے پاس آئے (دوسری حدیثوں کے اندر یہ وضاحت ہے کہ وہ جبریل اور میکائیل ہیں)

وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي

اور انہوں نے مجھے اٹھایا اور

قَالاَ لِي انْطَلِقْ

انہوں نے مجھے کہا چلئے

وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا

اور میں ان دونوں کے ساتھ چل پڑا

اللہ کے نبی ﷺ کتنے Brave اور بہادر تھے آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ کسی سے نہیں ڈرتے تھے خواب میں بھی فرشتے آپ لے جنت اور جہنم کے مناظر دکھائے اور حقیقت میں بھی۔

اگر کوئی ہمارے پاس کوئی انجان آجائے اور اگر ہم نیند میں ہوں تو گھبرا اٹھ جائیں گے اور اگر بیدار کی رہیں تو بھاگ کھڑے ہو جائیں گے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرماتے ہیں:

وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ

پھر ہم ایک لیٹے ہوئے شخص کے پاس آئے

وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ

اور دوسری طرف ایک بڑی چٹان لے کر کھڑا تھا

وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ

اور اس کے سر پر پتھر پھینک کر مارتا تو اس کا سر اس سے پھٹ جاتا

"ثَلَغَ – يَثْلُغُ" کا معنی ہے "تربوز پر وزن پتھر مارا جس سے تربوز پھٹ پڑا"

فَيَتَهَدْهَدُ – اَوْ يَتَدَهْدَهُ

نیچے کی طرف وہ پتھر گر پڑتا ہے

راوی نے دونوں الفاظ ذکر کردیئے ہیں ۔اس کا مطلب ہے کہ "يَنحَط وَيَنْحَدِرُ" یعنی نیچے کی طرف گرنا

فَيَتَهَدْهَدُ الْحَجَرُ هَا هُنَا، فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ

لیکن وہ شخص پتھر کے پیچھے جاتا اور اسے اٹھالاتا

فَلاَ يَرْجِعُ إِلَيْهِ

یعنی وہ نہیں لوٹتا

حَتَّى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ

یہاں تک کہ اس کا ٹھیک ہوتا جیسا کہ پہلے تھا

ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ

پھر یہ اس کے پاس لوٹتا

فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الأُولَى

پہلی مرتبہ جو کیا پھر دوبارہ وہی اس کا حشر کرتا

قَالَ قُلْتُ لَهُمَا

(یہ بڑا دردناک منظر تھا) آپ ﷺ دونوں سے پوچھا

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هَذَانِ

سبحان اللہ یہ کیا ہے؟

قَالَ قَالاَ لِي انْطَلِقْ

ان دونوں نے مجھ سے کہا بس چلیئے،

قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ

فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا

وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ

اور ایک دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا آنکڑا لیے کھڑا تھا

وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ

اور یہ اس کے چہرہ کے ایک طرف آتا

فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ

اس کے ایک جبڑے کو گدی تک چیر تا

اور اس کے ایک حصے کو وہ کھینچتا ہے یعنی اس کے منہ کے پاس جو ہونٹ ہوتے ہیں جبڑوں کے پاس سے وہاں سے کھینچ کر گُدی تک لیکر چلا جاتا ہے یعنی کہ اس لوہے سے کھینچ کر گُدی تک اس چمڑے کو کھینچتا ہوا چلا جاتا ہے پیچھے کی طرف اور اسی طریقے سے

وَمَنْخِرَهُ إِلَى قَفَاهُ

اس کی ناک کو گدی تک چیر تا

وَعَيْنَهُ إِلَى قَفَاهُ وَرَأَ ـك

اور اس کی آنکھ کو گدی تک چیر تا۔

ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الآخَرِ

پھر اسی طرح چہرے کے دوسرے جانب آتا

فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الأَوَّلِ

ادھر بھی اسی طرح چیرتا جس طرح اس نے پہلی جانب کیا تھا۔

فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ الْجَانِبِ

وہ ابھی دوسری جانب سے فارغ بھی نہ ہوتا تھا

ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الأُولَى

کہ پہلی جانب اپنی پہلی صحیح حالت میں لوٹ آتی۔ پھر دوبارہ وہ اسی طرح کرتا جس طرح اس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔

قُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هَذَانِ

میں نے کہا سبحان اللہ یہ کیا ہے؟

قَالَ قَالاَ لِي انْطَلِقْ

ان دونوں نے کہا چلیئے

فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُّورِ

پھر ہم چلے اور ایک تنور جیسی چیز پر آئے۔

فَإِذَا فِيهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ

اس میں بڑی بڑی خطرناک آوازیں آرہی تھیں

فَاطَّلَعْنَا فِيهِ

ہم نے اس کے اندر جھانکا

فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ

تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں

وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ

اور ان کے نیچے سے انگار آرہی تھی

فَإِذَا أَتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا

جب آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو وہ چلانے لگتے۔

قُلْتُ لَهُمَا مَا هَؤُلاَءِ

میں ان سے پوچھا یہ کون ہیں؟

قَالَ قَالاَ لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ

ان دو فرشتوں نے مجھ سے کہا، چلیے

فَانْطَلَقْنَا

پھر ہم آگے بڑھے،

فَأَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ـ أَحْمَرَ مِثْلِ الدَّمِ

ہم آگے بڑھے اور ایک نہر پر آئے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے کہا کہ وہ خون کی طرح سرخ تھی

وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ

اس میں ایک آدمی ہے تیر رہا ہے

وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ

اور نہر کے کنارے پر ایک اور آدمی تھا

قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيرَةً

جس کے پاس بہت سارے پتھر تھے

وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ

اور یہ تیرنے والا تیرتا ہوا

ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ

جب اس شخص کے پاس پہنچتا جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے

فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا

یہ اپنا منہ کھول دیتا تو وہ اس کے منہ پر پتھر دے مارتا ہے اور وہ پتھر جا کر اس کو ایسے لگتا ہے کہ وہ پتھر اسے واپس لے جا کر سمندر میں پھنک آتا ہے

فَيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ، ثُمَّ يَرْجِعُ

وہ پھر تیرنے لگتا اور پھر اس کے پاس لوٹ کر آتا

قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَانِ

اللہ کے نبی ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

قَالَ قَالاَ لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ

ان دونوں نے مجھ سے کہا چلیے

قَالَ فَانْطَلَقْنَا

تو ہم چلے

فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِ الْمَرْآةِ

ایک نہایت بد صورت آدمی کے پاس پہنچے

وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا

اور وہ آگ کو بڑھکا رہا ہے

وَيَسْعَى حَوْلَهَا ـ قَالَ ـ قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَا

اور اس کے چاروں طرف دوڑتا تھا پھر میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟

انہوں نے کہا چلیئے

فَانْطَلَقْنَا

ہم چلے

فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ

اور ایک ایسے باغ میں پہنچے جو ہرا بھرا تھا

فِيهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيعِ

موسمِ بہار کا ہر رنگ اس کے اندر تھا

وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ

باغ کے درمیان

رَجُلٌ طَوِيلٌ لاَ أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولاً فِي السَّمَاءِ

ایک بہت لمبا شخص تھا، اتنا لمبا تھا کہ میرے لیے اس کا سر دیکھنا دشوار تھا کہ وہ آسمان سے باتیں کرتا تھا

وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ

اور اس شخص کے چاروں طرف سے بہت سے بچے تھے کہ اتنے کبھی نہیں دیکھے تھے

قَالَ قُلْتُ لَهُمَا

میں نے پوچھا یہ کون ہے؟

قَالَ قَالاَ لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ

دونوں نے کہا چلیئے

فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ عَظِيمَةٍ

ہم چلے اور ایک عظیم الشان باغ تک پہنچے

لَمْ أَرَ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلاَ أَحْسَنَ

اتنا بڑا اور اتنا خوبصورت باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا

قَالَ ـ قَالاَ لِي ارْقَ فِيهَا

پھر انہوں نے مجھ سے کہا آپ اس پر چڑھیئے

قَالَ فَارْتَقَيْنَا فِيهَا

فرمایا ہم اس پر چڑھے تو

فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ

ہم ایک شہر کے پاس آئے جو اس طرح بنا تھا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی تھی اور ایک اینٹ چاندی کی

یعنی وہ شہر سونے اور چاندی کے اینٹوں سے بنا ہوا تھا"

فَأَتَيْنَا باب الْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا

ہم شہر کے دروازے پر آئے تو ہم نے اسے کھلوایا

فَفُتِحَ لَنَا

وہ ہمارے لیے کھول دیا گیا

فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِيهَا رِجَالٌ

اور ہم اس میں داخل ہوئے تو کچھ لوگوں نے ہمارا استقبال کیا

رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ

ہم نے اس میں ایسے لوگوں سے ملاقات کی جن کے جسم کا نصف حصہ تو نہایت خوبصورت تھا

وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ

اور دوسرا نصف نہایت بدصورت۔

قَالَ ـ قَالاَ لَهُمُ

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ دونوں ساتھیوں نے ان لوگوں سے کہا کہ

اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهَرِ

جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ

قَالَ وَإِذَا نَهَرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُالْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ

فرمایا: ایک نہر سامنے بہہ رہی تھی اس کا پانی انتہائی سفید تھا

اور وہ ایسی نہر جاری تھی جس کا پانی خالص تھا

فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ

وہ لوگ گئے اور اس میں کود گئے

ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ

اور پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کا پہلا عیب جا چکا تھا

فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ

اور اب وہ نہایت خوبصورت ہو گئے تھے

قَالَ ۔ قَالاَ لِي

انہوں نے مجھ سے کہا

هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ

یہ جنتِ عدن ہے

وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ

اور یہ آپ کی منزل ہے

قَالَ فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا

میری نظر اوپر کی طرف اٹھی

فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ

تو سفید بادل کی طرح ایک محل اوپر نظر آیا

قَالَا لِي: هَذَاكَ مَنْزِلُكَ

نہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کی منزل ہے۔

قُلْتُ لَهُمَا: بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمَا

میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔

ذَرَانِي فَأَدْخُلَهُ

مجھے چھوڑو میں اس باغ میں جانا چاہتا ہوں

قَالاَ أَمَّا الآنَ فَلاَ

انہوں نے کہا ابھی نہیں

وَأَنْتَ دَاخِلُهُ

ہاں آپ اس میں ضرور جائیں گے

،اور بعض روایتوں میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ آپ ﷺ کی زندگی کی میعاد ابھی ختم نہیں ہوئی جب زندگی کی میعاد ختم ہوگی تو تب آپ اس میں داخل ہونگے

قَالَ قُلْتُ لَهُمَا

پھر میں ان سے کہا

فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا

رمایا کہ میں نے ان سے کہا کہ آج رات میں نے عجیب وغریب چیزیں دیکھی ہیں۔

فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ

یہ کیا ہے جو میں نے دیکھا

قَالَ قَالاَ لِي

انہوں نے مجھ سے کہا

أَمَا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ

ہم آپ کو ضرور خبر دیں گے (تفصیلاً)

أَمَّا الرَّجُلُ الأَوَّلُ

جو پہلا آدمی تھا

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالحَجَرِ

جس کا سر پتھر سے کچلا جارہا تھا

فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ

وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا تھا اور پھر اسے چھوڑ دیتا

وَيَنَامُ عَنِ الصَّلاَةِ الْمَكْتُوبَةِ

اور فرض نماز چھوڑ کر سویا رہتا تھا،

اللہ ہماری حفاظت فرمائے، قرآن مجید پڑھنے اور اسکی تعلیمات پر عمل کرنے اور نمازوں کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلَى قَفَاهُ، وَمَنْخِرُهُ إِلَى قَفَاهُ، وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاهُ

اور جس کا جبڑا گدی تک اور ناک گدی تک اور آنکھ گدی تک چیری جارہی تھی۔

فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الآفَاقَ

یہ وہ آدمی ہے جو گھر سے نکلتا تھا تو جھوٹ بولتا تھا یہاں تک کے دنیا میں اس کا جھوٹ پھیل جاتا تھا

اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹی خبریں پھیلانے اور جھوٹ بولنے سے محفوظ رکھے۔ آمین

وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّورِ

وہ جو تنّور میں مرد اور عورت آپ کو نظر آئے تھے

فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي

بیشک وہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتیں تھیں،

اللہ سبحانہ وتعالی حفاظت فرمائے۔ آمین

وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهَرِ وَيُلْقَمُ الْحَجَرَ

وہ جو خون کے سمندر میں تیر رہا تھا اور جس کو پتھر پھینکا جارہا تھا

فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا

تو وہ سود کھانے والا ہے

وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيهُ الْمَرْآةِ

یعنی وہ جس کا منظر بڑی کراہت والا تھا

الَّذِي عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا

اور جو آگ کو بڑھکا رہا تھا اور اس کے اطرف چکر لگا رہا تھا

فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ

یہ تو مالک یعنی جہنم کا داروغہ

وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ الَّذِي فِي الرَّوْضَةِ

اور وہ لمبا آدمی جو باغ میں تھا

فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمَ

وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں

وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُودٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ

فَقالَ بَعْضُ المُسْلِمِينَ: يا رَسولَ اللَّهِ، وأَوْلَادُ المُشْرِكِينَ؟

فَقالَ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: وأَوْلَادُ المُشْرِكِينَ

اس پر بعض مسلمانوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا مشرکین کے بچے بھی ان میں داخل ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مشرکین کے بچے بھی (ان میں داخل ہیں)

اور جو بچے ان کے چاروں طرف ہیں تو وہ بچے ہیں جو (بچپن ہی میں) فطرت پر مر گئے ہیں۔ یعنی ایسے چھوٹے بچے جن پر شریعت ابھی لاگو نہیں ہوئی اس سے پہلے جو مر چکے ہیں ان کے لیے بڑی خوشخبری ہے وہ ابراہیم علیہ السلام کے زیرِ پرورش ہیں ان کے ماں باپ چاہیے کہ وہ غم نہ کریں

وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنًا وَشَطَرٌ مِنْهُمْ قَبِيْحًا

رہے وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا بد صورت تھا تو

فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلاً صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے عمل کے ساتھ برے عمل بھی کئے

تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ

اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو بخش دیا۔

(صحیح البخاری:7047)

مسلمان بچے جو بلوغت سے پہلے انتقال کر جائیں وہ جنتی ہیں اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے لیکن کیا مشرکین کے بچے کے بھی جنت میں جائیں گے؟ ان کا کیا حکم ہے۔ اس سلسلے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ مشرکین کے بچے جنتی ہیں جیسا کہ مذکورہ حدیث میں صحابہ کرام اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سوال کیا کہ ابراہیم کے اطراف جو بچے ہیں کیا ان میں مشرکین کے بچے بھی ہیں آپ نے فرمایا: ہاں مشرکین کے بچے بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کے بچے بھی جنتی ہیں۔

بعض اہل علم نے کہا کہ مشرکین کے بچے جنت میں اہلِ جنت کے خدام ہوں گے جیسا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح الجامع الصغیر" میں ایک روایت نقل کئے جس میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ

أَنَّ أَطْفَالُ الْمُشْرِكِيْنَ خَدَمُ أَهْلِ الْجَنَّةِ

(صحیح الجامع:2586)

بعض روایتوں میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہا کہ

اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بہتر معلوم ہے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا۔

(صحیح أبي داود:4712)

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ان کا الگ سے Exam ہو گا

اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو بڑی تفصیلی ساتھ "طریق الہجرتین" صفحہ نمبر 571 کے بعد بیان کیا ہے بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں گہرائی میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اور یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جس کے ناواقف ہونے کی وجہ سے ہمیں کوئی قبر میں سوالات ہونے والے ہیں تو لہذا یہ معاملہ ہم اللہ کے حوالے کر دیں

گے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ہمیں یقین ہے:

﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴾

کہ تمہارا رب کسی پر بھی رتی برابر بھی ظلم نہیں کریگا۔

(سورۃ الکہف:18/49)

﴿وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ﴾

بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندوں پر رتی برابر بھی ظلم نہیں کرتے۔

(الانفال:51)

صحیح بخاری میں موجود حدیثِ سمرۃ بن جندب کو آپ کے سامنے تفصیل سے بیان کرنے کا میرا مقصد اور منشا یہ ہے کہ لوگ اسراء اور معراج جو روح اور جسم کے ساتھ پیش آیا اس میں اور اس میں Confusion کا شکار نہ ہوں اور دونوں کو خلط ملط نہ کریں جہنم میں سزا حساب وکتاب کے بعد ہو گا تو حدیثِ سمرۃ بن جندب بتائی گئی بات کس تعلق ہے؟

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس کا تعلق قبر سے ہے اسی لئے اکثر محدثین جب بھی عذابِ قبر کا ذکر کرتے ہیں وہ اس حدیث ضرور بیان کرتے ہیں لیکن کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ تمثیلا یہ بات بتائی گئی ہے۔

سوال:24

ماہ رجب میں روزے رکھنے کی کوئی خاص فضیلت ہے؟

جواب:24

"صیام رجب" رجب میں روزہ رکھنا، لوگوں میں مشہور ہے:

- "معراجِ شریف کا روزہ"
- "مریم روزہ"
- "ہزاری روزہ"
- "لکھی روزہ"

اللہ کے نبی ﷺ نے ایسا کوئی نام ذکر کرتے ہوئے روزوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس ایک ضعیف سند سے ایک حدیث مروی ہے:

((نَهَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِ رَجَب))

اللہ کے نبی ﷺ نے خصوصی طور پر رجب کے روزے کی نیت سے روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

(ضعیف ابن ماجہ:339|خلاصة حکم المحدث:ضعیف جداً)

لیکن عمر الفاروق خاص طور پر رجب کے روزہ رکھنے کو منع کرتے تھے۔ حضرت عمر الفاروق ماہِ رجب میں لوگوں کو روزہ رکھتے دیکھتے تو ان کے سامنے کھانے کا برتن رکھ کر ان کے ہاتھوں پر اپنے کوڑے سے مارتے اور فرمایا کرتے تھے:

((كُلوا فإنما هو شهرٌ كانت تُعظِّمُه الجاهلية))

کھاؤ یہ ایسا مہینہ ہے جس کی تعظیم زمانہء جاہلیت میں کی جاتی تھی۔

(ارواء الغلیل: 957، صحیح، واخرجہ ابن ابي شیبۃ في المصنف (9851)، والطبراني في المعجم الاوسط (7636) مطولاً)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ایک صحیح روایت ہے جس سے مذکورہ حدیث کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔

اگر کوئی آدمی رجب میں ایام بیض، پیر یا جمعرات روزہ رکھتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر کوئی خاص طور پر بزرگوں کے نام پر یا شبِ معراج مناکر دوسرے دن روزہ رکھتا ہے تو یہ غلط ہے علمائے کرام نے نکیر فرمائی ہے جیسا کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجموع الفتاویٰ میں جلد نمبر 25 صفحہ نمبر 290 میں کہا کہ:

وَأَمَّا صَوْمُ رَجَبٍ بِخُصُوصِهِ فَأَحَادِيثُهُ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ بَلْ مَوْضُوعَةٌ

ماہِ رجب میں خاص طور پر رجب کی نیت کرکے روزہ رکھنا اس تعلق سب احادیث ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔

لَا يَعْتَمِدُ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى شَيْءٍ مِنْهَا

اہل علم میں سے کسی ان پر بھروسہ نہیں کیا۔

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے "المنار المنیف" صفحہ نمبر 96 میں کہا:

((وَكُلُّ حَدِيثٍ فِي ذِكْرِ صَوْمِ رَجَبٍ وَصَلاةِ بَعْضِ اللَّيَالِي فِيهِ فَهُوَ كَذِبٌ مُفْتَرًى))

ہر وہ حدیث جس کا تعلق صیامِ رجب یا "صلاۃ الرغائب" ہے وہ جھوٹی اور من گھڑت ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "تبیین العجب" صفحہ نمبر 11 میں کہا

لَمْ يَرِدْ فِي فَضْلِ شَهْرِرَجَبٍ

رجب کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے

وَلَافِي صِيَامِهِ ، وِلَافِي صِيَامِ شَيْءٌ مِنْهُ مُعَيْن، وَلَا فِي قِيَامِ لَيْلَةٍ

نہ اس کے روزے کے تعلق سے خاص کوئی فضیلت ہے اور نہ اس کے رات میں قیام کے بارے میں۔

اسی لیے سید سابق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "فقہ السنۃ" میں کہا کہ رجب کی الگ سے کوئی خاص فضیلت نہیں ملتی اور عمومی طور پر اگر کوئی روزے رکھ لیتا ہے تو وہ الگ بات ہے لیکن رجب کے روزے کوئی خاص نیت سے مسنون سمجھنا درست نہیں۔

شیخ عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے خاص طور سے ستائیسویں رات میں جاگنا اور دن میں روزہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے مجموع فتاویٰ ابن عثیمین جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 440۔

لوگ ماہِ رجب میں رجب کے کونڈے، بی بی صحنک، نام پر خاص قسم کا کھانا بناتے ہیں شبِ معراج مناتے ہیں اس کے دوسرے دن روزہ رکھتے ہیں اور ماہِ رجب عمرہ کرنے کو افضل سمجھتے ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے۔

رجب کا مہینہ حرمت والا مہینہ ہے لیکن ان ساری کو کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

دو وجوہات ہیں جس کی وجہ سے لوگ ان بدعتوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔

پہلی وجہ

رجب کا مہینہ حرمت والا مہینہ ہے، سورۃ توبہ سورۃ نمبر 9 کی آیت نمبر 36 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾

کہ بے شک اللہ کے پاس مہینوں کی تعداد 12 ہے

﴿يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا﴾

اس دن سے جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا

﴿مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾

اس میں چار حرمت والے مہینے ہیں

﴿ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ﴾

یہ ایک سیدھا دین ہے

﴿فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ﴾

پس ان میں تم کسی بھی طریقے سے آپس میں ظلم مت کرو

4 حرمت والے مہینے میں رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجۃ اور محرم ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری حدیث نمبر 4662 صحیح مسلم حدیث نمبر 1679

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

ابی بکرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا

کہ سال بارہ مہینوں کا ہے

مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ

اس میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں

ثَلاَثٌ مُتَوَالِيَاتٌ

تین مہینے لگا تار ہیں

ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ

ذوالقعدۃ ذوالحجہ محرم

وَرَجَبُ مُضَرَ

اور رجب مضر (مضر قبیلے کے لوگ رجب کی بڑی تعظیم کرتے تھے تو اس لیے یہ مضر کی طرف ہی یہ منسوب ہو گیا)

الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ

جو شعبان اور جمادی کے درمیان میں پایا جاتا

چار مہینے حرمت والے ہیں تین لگا تار ذولقعدہ ذوالحجہ محرم اور ایک رجب کا مہینہ ہے ان میں قتال وغیرہ کرنا حرام ہے البتہ ان میں Defense کر سکتے ہیں۔

دوسری وجہ

دوسری وجہ یہ ہے:

لِأَنَّ حُرْمَةَ إ ِنْتَهَاك الْمَحَارِم فِيْهَاأ ِشَدُّ مِنْ غَيْرِهَا

ASK ISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION

ان مہینوں میں اگر کوئی حرام کا ارتکاب کرنا دوسرے مہینوں کے مقابلے میں زیادہ شدید ہے

یہ بات شیخ السعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں کہا ہے۔ تمام مہینوں گناہ کرنا شدید ہے لیکن ان چار مہینوں میں گناہ کرنا اشد ہے۔

سوال: 25

ماہ رجب میں کیا بدعتیں ہوتی ہیں؟

جواب: 25

ماہ رجب مہینہ حرمت اور عظمت والا مہینہ ہے ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے لیکن اس عظمت اور حرمت کی آڑ میں بہت سارے لوگ مختلف بدعتوں کا جیسے:

- صلاۃ الرغائب
- شبِ معراج مناتے ہیں
- اسی طرح بعض لوگ اس ماہ میں عمرہ کرنے کو بہت ہی افضل عمل سمجھتے ہیں۔
- اسی طرح 22 رجب کو امام جعفرِ صادق رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر مختلف پکوان پکاتے ہیں جسے رجب کے کنڈے کہتے ہیں۔
- اسی طرح فاطمہ رضی اللہ عنھا کے نام پر بی بی فاطمہ صحنک مناتے ہیں۔

ان کا کتاب وسنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمیں ان کاموں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے، صحابہ کرام سے، تابعین سے، تبع تابعین اور نہ ائمہ کرام سے کوئی ثبوت ملتا ہے۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ طرح امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک بہت نیک انسان تھے جس طرح لوگ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی پیدائش پر گیارہویں مناتے ہیں اسی طرح امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے نام پر رجب کے کنڈے منائے جاتے ہیں حالانکہ دونوں بزرگوں ان کے ماننے کا حکم نہیں دیا ہے خاص طور سے رجب کے مہینے میں ہندو پاک یمن، مصر، میلے لگتے ہیں۔

علامہ شاہ اسماعیل شہید کی کتاب "تقویۃ الایمان" صفحہ نمبر 84 میں رجب کے کنڈے کے بارے میں ایک من گھڑت واقعہ مذکور ہے کہ ایک مرتبہ ایک لکڑہارا مدینہ میں تھا تو وہ کمائی کے لیے مدینہ کے باہر چلا گیا اس کی بیوی وزیر کے دربار میں نوکرانی کا کام کرتی تھی ایک لمبے عرصہ تک لکڑہار واپس نہیں ہوا۔ نوکرانی کو معلوم ہوا کہ 22 رجب کو رجب کونڈے پکانے اور اس پر فاتحہ اسے پڑھنے سے مرادیں پوری ہوتی ہیں تو لکڑہار کی بیوی 22 رجب کو امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے نام پر رجب کے کونڈے بنائی تو لکڑہار کو ایک خزانہ ملا اور وہ واپس مدینہ آیا اور ملے ہوئے خزانہ سے ایک بہترین محل تعمیر کیا تو وزیر نے لکڑہارے کی بیوی پر الزام لگایا کہ وہ حکومت کے خزانہ سے مال چوری کر کے محل بنائی ہے لیکن لکڑہارے کی بیوی نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے نام پر رجب کے کنڈے پکاتی تھی جس کی وجہ سے میرا شوہر کو ایک خزانہ ملا اسی خزانہ سے یہ محل بنوایا گیا ہے وزیر کی بیوی نے یہ بات سن کر لکڑہارے کی بیوی کا مذاق اڑایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک اور وزیر اس وزیر سے حسد کرنے لگا اور بادشاہ سے مذاق اڑانے والے وزیر کی شکایت کی اور اس پر مختلف الزامات لگائے تو بادشاہ اس کو معزول کر دیا جس سے اس کی حالت خستہ ہو گئی اس کے پاس صرف دو درہم تھے اس ے ایک درہم سے تربوز یا

خربوزہ خریدا۔ اچانک اسی دوران بادشاہ کا بیٹا غائب ہو گیا پھر حاسد وزیر نے معزول وزیر پر الزام لگایا کہ اسی نے بادشاہ کے بیٹے کو قتل کیا ہے معزول وزیر بادشاہ کے دربار میں لگایا گیا کہ اچانک وہ کپڑا جسمیں تربوز تھا اس میں شہزادے کا سر نظر آنے لگا بادشاہ وزیر کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا اسے قید کیا گیا۔ ایک دن وزیر نے اپنی بیوی سے بات کرتے پوچھا آخر کیوں مجھ پر یہ مصیبتیں آپڑی ہیں حالانکہ میں نے کچھ نہیں کیا اس پر بیوی نے کہا دراصل بات یہ ہے کہ میں رجب کے کنڈوں کا مذاق اڑایا تھا جس کی وجہ سے ہم پر یہ مصیبتیں آئی ہیں۔ وزیر کی بیوی نے توبہ کیا تو بادشاہ کا بیٹا واپس آگیا اور معزول وزیر کو دوبارہ وزیر بنایا گیا پھ اس کے بعد سب نے مل کر جب کے کنڈے بنوائے۔

اس کی حالت یہ ہو گئی کہ اس کے پاس صرف دو درہم رہ گئے ایک درہم سے اس نے ایک تربوز خریدا یا خربوزہ خریدا تھا بعد میں پھر اچانک جو بادشاہ ہے اس کا لڑکا غائب ہو جاتا ہے یہ جو حاسد وزیر جو حسد کرنے والا ہے وہ بادشاہ کو ایک اور تہمت میں ڈالتا ہے کہ جو معزول وزیر ہے جاتے جاتے اس نے اس لڑکے کو قتل کر دیا ہو گا تو پھر بلایا گیا پکڑ کر لایا گیا دیکھا کہ جو خربوزہ کپڑے میں باندھا ہوا تھا تو اچانک اس میں سر نظر آتا ہے شہزادے کا تو یہ دراصل کرامات کی انکار کرنے کی وجہ سے اس پر یہ لعنت ہو رہی تھی ایسا باور کیا جاتا ہے ایسا پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ بادشاہ غصہ میں آکر اس معزول وزیر کو واپس لا کر پھر قید کر دیتا ہے اور قید کر کے اب اس کی سزائے موت واقع ہونے والی ہوتی ہے تو پھر وہ معزول وزیر اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ آخر میں نے ایسا کیا گناہ کیا کہ وزارت چلی گئی اور میں اس حالت میں آگیا ایسے وقت پر بیوی کہتے ہے کہ غلطی آپ سے نہیں مجھ سے ہوئی ہے میں نے اس کا مزاق اڑایا تھا کنڈوں کا مزاق اڑایا تھا تو رات بھر وہ

دونوں مل کر توبہ کرتے ہیں تو پھر اچانک بادشاہ دیکھتا ہے کہ شہزادہ واپس آگیا بادشاہ کو خیال آتا ہے کہ وزیر سے جاکر پوچھے کہ آخر ماجرا کیا ہے تو اس نے کہا ہم نے کنڈوں کا مذاق اڑایا تھا اس وجہ سے ہم پر یہ لعنت برس رہی تھی لیکن ہم نے توبہ کرلی ہے تو ایسے وقت پر اب ہمارے پاس یہ شہزادہ بھی واپس آگیا ہے تو اب بادشاہ کہتا ہے بات ایسی ہے تو پھر میں بھی مناؤں گا یہ کنڈے پھر قوم بھی منانے لگی یہاں تک کہ پھر بادشاہ نے وزیر کو جو کہ معزول تھا پھر اس کو وزیر بنادیا گیا اور پوروں نے مل کر کنڈے منائے۔ یہ ایک من گھڑت واقعہ ہے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ بڑے اللہ والے تھے متواضع شخص تھے انہوں کبھی ایسا نہیں کہا کہ میرے نام پر رجب کے کنڈے کے بناؤ۔

اسی طرح رجب کے مہینے سے امام جعفر رحمہ اللہ کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اس تاریخ کو کاتبِ وحی ام المومنین حضرت ام حبیبہ کے بھائی حضرت معاویہ رضی اللہ کی وفات ہوئی شیعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر خوشیاں منانے کے لئے یہ من گھڑت واقعہ گھڑ کر اسے عوام میں پھیلا دیا بہر حال یہ ایک من گھڑت واقعہ ہے جس کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ بدعت ہے اتباع میں نجات ہے اور ابتداع میں خسارہ ہے شرک وبدعت سے ہمارے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور یہ شیعہ کی ایک شرارت ہے ہمیں اس سے بچنا چاہئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے اور ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھے۔

سوال:26

صلاۃ الرغائب کیا ہے؟

جواب:26

ماہ رجب کی بدعتوں میں سے ایک بدعت "صلاۃ الرغائب" بھی ہے یہ نماز جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب پڑھی جاتی ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں ذکر کیا ہے کہ اس کی رکعتوں کی تعداد بارہ ہے ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرا جاتا ہے ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۃ الفاتحہ اور تین دفعہ سورۃ القدر:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾

اور بارہ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھی جاتی ہے اور نماز سے فارغ ہو کر ستر (70) مرتبہ درودِ شریف اور ستر (70) مرتبہ سجدہ میں سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ پڑھیں اور پھر سجدہ سے سر اٹھا کر:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوُزْ عَمَّا تَعْلَمْ وَأَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَم

اور دوسرا سجدہ بھی اسی طرح کیا جاتا ہے۔

اس نماز کا ثبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم، سے صحابہ کرام سے اور نہ ائمہ کرام سے ملتا ہے۔

تفصیل سے دیکھئے "احیاء العلوم الدین" امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی جو کتاب ہے جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 182

"الابداع فی مضار الابتداع للشیخ علی""البدىة والنهاىة" " المغنی عن حمل الاسفار"وغیرہ

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ چیز ثابت ہی نہیں ہے۔

اسی طرح "احیاء العلوم الدین" اس کے اندر بہت ساری من گھڑت اور ضعیف روایتیں موجود ہیں علامہ زین الدین العراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج کی ہے جو 12 سے زیادہ جلدوں پر مشتمل ہے جس کا نام "المغنی عن حمل الاسفار" ہے۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں حدیث کی سندوں پر مہارت حاصل کرنے کے لئے مشق کے لئے اسی کتاب کو اختیار کیا۔

علامہ زین الدین العراقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صلاۃ الرغائب کو موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیث کی معرفت رکھنے والے علماء اور محدیثین کرام کے نزدیک بھی یہ جھوٹی اور من گھڑت ہے احناف کی ایک کتاب "ردّالمحتار حاشیہ علی درّ المختار" کی جلد اول صفحہ نمبر 544 میں ہے:

قَدْ حَدَثَت بَعْد أَرْبَعَ مِئَةثَمَانِيْن

یعنی چار سو اسی (480) ہجری کے بعد یہ بدعت ایجاد ہوئی ہے اس کا مطلب یہ نکلا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام ،، ائمہ فقہ اور ائمہ حدیث کے زمانے میں یہ سب چیزیں موجود نہیں تھیں جب خیر القرون میں نیک لوگوں کوئی ایسی عبادت نہیں کی تو ہم ایسی نئی چیزوں پر عمل کرکے نیک بن جائیں گے۔ نیک بننے کے لئے اتباع ضروری ہے نہ کہ ابتداع۔

حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ ہے ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث صلاۃ الرغائب کو موضوع کہا ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "المجموع شرح المهذب" میں کہا کہ صلاۃ الرغائب ایک قبیح بدعت ہے اور کتاب "قوت القلوب" اور "احیاء العلوم الدین" میں ان نمازوں کے مذکور ہونے سے کسی کو دھوکے میں نہیں آنا چاہئے۔

شافعی حضرات امام غزالی کو بھیPromote کرتے ہیں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ایک زمانے میں بعض کتابوں میں ضعیف احادیث جمع کر دی گئیں تو ان علماء کا جمع کرنے کا مقصد کیا تھا ان کا معاملہ ہم اللہ کے حوالے کرتے ہیں لیکن بعد میں جو محققین آئے جیسے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ، ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ تو ہمیں ان محققین کے اقوال پڑھنا چاہیئے۔

ہمیں وہیFollow کرنا ہے جوAuthentic ہے، تو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنے واضح الفاظ میں کہا کہ "من ضلاۃ العلماء" یہ علمائے کرام کے چوک میں سے ہے۔

"المجموع شرح المھذب "میں یا "الابداع فی مضار الابتداع" صفحہ نمبر 288 پڑھنے سے پتہ چلتاہے کہ بیت المقدِس میں چند لوگوں نے اس کی شروعات کی تھی۔ امام طرطوشی نے امام المقدسی رحمۃ اللہ علیہ اس کو بیان کرتے ہوئے لکھاہے:

((لَمْ يَكُنْ عِنْدَنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِس صَلاَة الرَّغَائِب هَذِه الْتِي تُصَلى فِي رَجَب وَلَا فِي الشَّعْبَان وَأ -وَّلُ مَا حَدَثَت عِنْدَنَا صَلَاة الشَّعْبَان فِى السَنَة ثَمَانِ وأ -رْبَعين وَأ -رْبَع مِئَة))

ہمارے بیت المقدس میں نماز صلاۃ الرغائب نہیں پڑھی جاتی تھی جو کہ رجب میں پڑھی جاتی ہے اور نہ ہی پندرہویں شعبان (بعض لوگ اسے شعبان میں پڑھتے ہیں بعض لوگ اسے رجب میں پڑھتے ہیں) اور سب سے پہلے اس کی ایجاد448ء میں ہوئی۔

بہر حال یہ منکر اور بدعت ہے اس سے بچنا چاہیئے۔

27 رجب کو شبِ معراج کے نام پر رات میں جاگنا اور دن میں روزہ رکھنا یہ ثابت نہیں ہے کیونکہ معراج کب پیش آئی اس کی تعین میں اہل علم کا کافی اختلاف ہے ۔جس کی تفصیل اس سے پہلے گزر چکی ہے اس سے بھی ہمیں بچنا چاہئے۔

اسی طرح خاص طور پر ماہِ رجب میں عمرہ کرنے کے بارے میں سعودی علماء نے کہا کہ اس کی فضیلت پر کوئی صحیح نص موجود نہیں ہے۔ شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتوے کے اندر ذکر کیا ہے کہ عمر خاص طور سے رجب کے عمرے کا اہتمام کرتے تھے لیکن شیخ عبد الکریم الخضیر حفظہ اللہ اور صالح الفوزان حفظہ اللہ سعودی عرب کے بہت سارے مشائخ کے فتوے web sites اور YouTube پر میں نے دیکھا کہ اکثر نے کہا کہ خاص کر رجب کے مہینہ میں عمرہ کرنے کی کوئی خاص فضیلت نہیں ہے۔

اور دلیل میں حضرتِ عائشہ کی بات کو انہوں نے ترجیح دی کہ عائشہ کی جو روایت ملتی ہے صحیح بخاری میں 1776، صحیح مسلم حدیث نمبر 1255، کہ حضرتِ عائشہ سے مروی ہے:

((قَالَ مجاهد: وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْحُجْرَةِ، فَقَالَ عُرْوَةُ: يَا أُمَّاهُ، يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ ، قَالَتْ: مَا يَقُولُ؟ قَالَ: يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ، قَالَتْ: يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ، وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ))

مجاہد نے بیان کیا کہ ہم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے ان کے مسواک

کرنے کی آواز سنی تو عروہ نے پوچھا اے میری ماں! اے ام المؤمنین! ابوعبدالرحمٰن کی بات آپ سن رہی ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے تھے جن میں سے ایک رجب میں کیا تھا، انہوں نے فرمایا کہ اللہ ابوعبدالرحمٰن پر رحم کرے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں وہ خود موجود نہ رہے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں تو کبھی عمرہ ہی نہیں کیا۔

اس سے کیا پتہ چلا کہ علمائے کرام نے عائشہ کی بات کو ترجیح دی۔ لیکن شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ عائشہ انکار کر رہی ہیں اور جب کہ ابن عمر ثابت کر رہے ہیں تو جو ثابت کر رہے ہیں ان کے پاس زیادہ علم ہے اور جو انکار کر رہے ہیں ان کے پاس علم کم ہے اور اصول یہ ہے کہ "المثبت ، یقدم "علی النافی"، مثبت کو مقدم کیا جائے گا نفی پر لیکن عبدالکریم الحضیر حفظہ اللہ نے کہا کہ عائشہ کو زیادہ معلومات ہیں اس لئے کہ وہ دن رات اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتی تھیں اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خاموش رہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول راجح ہے۔

بہر حال اگر کوئی معمول کی طرح ماہِ رجب میں عمرہ کرنا چاہتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ماہِ رجب میں عمرہ کرنے کی خاص فضیلت ہے اگر کوئی اس نیت کے ساتھ اس ماہ عمرہ کرتا ہے تو وہ درست نہیں ہے۔ اکثر اہل علم یہی فتوی ہے سوائے ابن باز رحمہ اللہ کے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح باتوں پر عمل کرنے اور بدعات

وخرافات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جوابات از:

فضیلۃ الشیخ ارشد بشیر عمری مدنی سلمہ اللہ

SHAIKH ARSHAD BASHEER UMARI MADANI

Hafiz, Aalim, Faazil (Madina University, KSA), MBA.

Founder & Director of AskIslamPedia.com

Chairman: Ocean The ABM School, Hyd.

216339290691+(whatsapp only)

www.abmqurannotes.com | www.askislampedia.com |

www.askmadani.com

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

SHAIKH ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)